REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS
FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.
REGD. NO. P. 67.

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ ۝ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۔۔۔ ۲۱
ایڈیٹر:۔
محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر:۔
جاوید اقبال اختر

شمارہ ۔۔۔ ۴۵
شرح چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالکِ غیر ۲۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

THE WEEKLY BADR QADIAN

اخبارِ احمدیہ

لنڈن ۵ رنبوت (نومبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور کی طبیعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے حضور نے تمام احباب جماعت کو "عید مبارک" کا پیغام ارسال فرمایا۔ اور سب کے حق میں دعا فرمائی ہے۔ احباب اپنے محبوب امام ہمام کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر اور مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی کے لئے دعا فرماتے رہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل ہمیشہ ہی شاملِ حال رکھے آمین۔

قادیان ۶ رنبوت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں الحمد للہ۔
۔۔۔ حضرت مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل مع جملہ درویشانِ کرام بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔
قادیان میں رمضان المبارک کے جملہ پروگرام بخیر و خوبی انجام پذیر ہوئے۔ بعد نمازِ ظہر تا عصر درس القرآن جاری رہا۔ پچیسویں (۲۵) روزے سے مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب شاہد نے سورۃ الاحقاف تا سورۃ الناس کا درس دیکر قرآن کا دور مکمل کیا۔ اور احباب نے اپنے اپنے ظرف کے مطابق قرآن کریم اور رمضان کی برکات سے متمتع ہونے کے مواقع پائے۔ اللہ تعالیٰ بابرکت کرے آمین ؀

۲ر شوال ۱۳۹۲ ہجری ۹ رنبوت ۱۳۵۱ ہش ۹ رنومبر ۱۹۷۲ء

ماریشس میں ساحلِ سمندر پر خدام الاحمدیہ کے نویں سالانہ تربیتی کیمپ کا انعقاد

وزیر یوتھ اینڈ سپورٹس اور نیشنل اسمبلی کے سپیکر کی طرف سے خدام کی سرگرمیوں پر زبردست خراجِ تحسین

سفیرِ روس، چین، ہندوستان اور پاکستانی سفارتخانوں کے نمائندوں کی شرکت۔ ٹیلی ویژن۔ ریڈیو اور اخبارات میں ٹریننگ کیمپ کی وسیع اشاعت

(از مکرم مولوی صدیق احمد صاحب منور مبلغ ماریشس)

یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ اس نے مجلس خدام الاحمدیہ ماریشس کو بتاریخ ۷ر تا ۱۴ر اگست اپنا نواں سالانہ تربیتی کیمپ ساحلِ سمندر Pointe en flac پر منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ پروگرام بفضلہ احمدیہ یوتھ کی بھرپور کوشش اور انتھک محنت کے نتیجہ میں بہت مفید اور کامیاب رہا۔ ایک سو کے قریب خدام و اطفال نے اس تربیتی کیمپ میں شمولیت اختیار کی۔ اور جملہ ورزشی۔ علمی۔ تربیتی اور روحانی پروگراموں میں دلچسپی کے ساتھ حصہ لیا۔ الحمد للہ علیٰ ذٰلک

سالانہ کیمپ کی تیاری

اس پروگرام کو کامیاب بنانے میں اور اس میں زیادہ سے زیادہ خدام کو شامل کرنے کے لئے مکرم مولانا قریشی محمد اسلم صاحب مشنری نے خاکسار کی نگرانی میں ایک انتظامی کمیٹی کا تقرر کیا۔ اس کمیٹی کے کئی اجلاسات ہوئے جن میں کیمپ کی تفصیلات طے کی گئیں۔ اور ہر ناظم کو متعلقہ شعبہ کے کاموں سے آگاہ کیا گیا۔ اس کمیٹی کے کاموں میں موٹے طور پر زیادہ تعداد میں نوجوانوں کا حصول۔ خوراک کا انتظام documentary films کے دکھائے جانے کا بندوبست مقررین کو دعوت۔ خیمہ جات کا حصول اور تقسیم انعامات کی تقریب کے انعقاد کا بندوبست شامل تھا۔ دو ہفتہ قبل کمیٹی نے اپنے پروگرام کو آخری شکل دی۔ اور جملہ ناظمین اپنے متعلقہ شعبہ کے کام کو سرانجام دینے میں مصروف ہو گئے۔

ایک یادگاری میگزین کی اشاعت

اس تربیتی کیمپ سے نوجوانوں کی دلچسپی میں اضافہ اور اُن کا علمی ذوق بڑھانے اور انہیں احمدیت کی تعلیمات سے آگاہ رکھنے کے لئے یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ایک یادگار مجلّہ بھی Le Message کے خاص نمبر کے طور پر اس موقع پر شائع کیا جائے بلاشبہ یہ کام کافی مشکل تھا۔ مگر مکرم مشنری انچارج صاحب نے چند مخلص خدام کے بھرپور تعاون سے اس تجویز کو عملی شکل دے دی۔ اور عین کیمپ سے ایک دن قبل یہ خوبصورت باتصویر رسالہ ہم سب کے لئے دلچسپی کا موجب ہوا۔

اس رسالہ میں کئی ایک خدام بھائیوں نے انگریزی اور فرنچ میں مضامین لکھے۔ علاوہ ازیں ملک کی بعض معروف شخصیتوں نے بھی مضامین لکھ کر نوجوانوں کی حوصلہ افزائی کی۔ نیز اس میں مشن اور خدام کی متنوع تصاویر کے علاوہ تربیتی کیمپ کا پروگرام بھی شائع کیا گیا۔

خدام الاحمدیہ ماریشس کی خوش قسمتی ہے کہ پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت اس موقعہ پر ایک روح پرور پیغام ارسال فرمایا جو اس میگزین کی زینت بنا۔ علاوہ ازیں جناب گورنر جنرل ماریشس جناب وزیر اعظم صاحب ماریشس اور جناب وزیر یوتھ اینڈ سپورٹس حکومتِ ماریشس نے اپنے بڑے عمدہ تعریفی پیغامات ارسال کئے جو اس رسالہ میں شائع کئے گئے ہیں۔ سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے برقی پیغام کے الفاظ یہ ہیں:۔

"میری طرف سے مبارکباد قبول فرمائیں میں آپ کے اجتماع کی کامیابی کے لئے دُعاگو ہوں۔ خدام الاحمدیہ کو خلافت احمدیہ سے وابستہ رہتے ہوئے احیائے اسلام کے لئے مکمل روحِ قربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جماعت کی روحانی، اخلاقی اور جسمانی تربیت کے لئے ایک اہم کردار ادا کرنا ہے۔ سب کو میرا سلام پہنچا دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو بابرکت بنائے اور آپ کے شاملِ حال ہو۔"

تربیتی و علمی پروگرام

سارا ہفتہ خدام مختلف پروگراموں میں مصروف رہے۔ روزمرہ پروگرام میں نمازِ تہجد کی ادائیگی بھی شامل تھی۔ مگر موسم کی خرابی کے باعث سوائے ایک روز کے ادا نہ کی جا سکی۔ دیگر پانچوں نمازوں میں سبھی خدام شرکت کرتے رہے۔ نمازِ فجر کے بعد مکرم مولانا قریشی محمد اسلم صاحب کریولی زبان میں قرآن مجید کا درس دیتے رہے۔ خاکسار درسِ حدیث اور نماز کے متعلق عملی سبق دیتا رہا۔ ایک موقعہ پر حج کے کوائف کے موضوع پر بھی خاکسار نے تقریر کی۔ درس و تدریس کے علاوہ تلاوتِ قرآن مجید۔ تقریر۔ نظم۔ معلوماتِ عامہ کے مقابلہ جات بھی منعقد ہوئے جن میں خدام نے کافی دلچسپی سے حصہ لیا۔

ورزشی مقابلہ جات

تلاوتِ قرآنِ مجید کے بعد P.T. کا پروگرام ہوتا جس میں سب خدام حصہ لیتے رہے۔ اس شعبہ کے ماتحت والی بال۔ فٹ بال۔ ہاپ جمپ۔ لانگ جمپ دوڑدوں، Discuss Throw اور تیراکی کے مقابلہ جات منعقد ہوئے۔ ان سب مقابلہ جات میں خدام نے ناظم ورزشی مقابلہ جات کے ساتھ پورا پورا تعاون کیا۔ اور نظم و ضبط کے ساتھ کھیلوں میں حصہ لیا۔ اس کے ساتھ ساتھ خدام سمندر میں تیراکی سے بھی محظوظ ہوتے رہے۔

بعض اہم تقاریر اور عملی مظاہرے

خدام کی معلومات میں اضافہ کے لئے بعض اہم موضوعات پر سرکاری افسران کی تقاریر کا بندوبست کیا گیا۔ چنانچہ ان تقاریر کے پروگرام میں مکرم فرید جہانگیر صاحب ہیڈ آف فلمز ماریشس براڈ کاسٹنگ کارپوریشن نے فوٹو گرافی کے موضوع پر ایک گھنٹہ تک نہایت قیمتی معلومات فراہم کیں۔

اسی طرح مورخہ ۱۰ر اگست کو "بین الاقوامی امور اور نوجوان" کے موضوع پر مسٹر گوبریال

(باقی دیکھئے صفحہ پر)

مالک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان ؀

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۹ نبوت ۱۳۵۱ ہش

عید الفطر

رمضان شریف تمام ہوا۔ شوال کا چاند دیکھتے ہی اسلامی دنیا میں عید الفطر کا تہوار مخصوص عبادت اور ذکرِ الٰہی کے ساتھ منایا گیا۔ اسلام میں دو ہی تہوار ہیں اور دونوں ہی خاص قسم کے مجاہدہ اور قربانی کے بعد رکھے گئے ہیں۔ اور ان کے منانے میں بھی دوسری قوموں سے بالکل جداگانہ طریق اختیار کیا گیا ہے۔ کوئی کھیل تماشہ اس موقع پر نہیں ہوتا۔ بلکہ بڑی سنجیدگی سے خدا کے بندے اپنے خالق و مالک کے حضور جھکتے اور اس کے احسانات کا شکر کرتے ہیں۔

اسلام کا پہلا تہوار یہی عید الفطر ہے۔ جو ایک ماہ کے لگاتار روزوں کے بعد آتا ہے۔ جبکہ دوسرا عید الاضحیہ کا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عظیم قربانی کی یاد کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اور اسی موقع پر مسلمانوں کی بھاری تعداد اکنافِ عالم سے اسلامی مرکز مکہ میں واقع بیت اللہ شریف کے حج کو جاتی اور وہاں پر مخصوص قسم کی عبادت بجالاتی ہے۔

ماہِ صیام کے آغاز پر ہم نے قرآنی بیان کی روشنی میں عرض کیا تھا کہ سورۃ بقرہ کا ۲۳ واں رکوع سارا کا سارا رمضان کے احکام پر مشتمل ہے۔ جس میں روزوں کی ضرورت و اہمیت، اس کے لوازمات اور تقاضوں کا بیان۔ اس کا فلسفہ اور اغراض و مقاصد کی تفصیل۔ اسی طرح اس ماہِ مبارک میں نزولِ قرآن کا تشریحات، برکاتِ قرآنی، اور قربِ الٰہی کے حصول کی پُرلطف تحریک و تحریض وغیرہ مضامین پر جامع روشنی ڈالی گئی ہے۔

جب ہم قرآن کریم کے اس حصہ کا مطالعہ کرتے ہیں تو روزوں کے بیان کے آخر میں اعتکاف کا لفظاً ویسا ہی بیان مؤخر پاتے ہیں جیسا کہ سنتِ نبوی کے مطابق رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کی مخصوص عبادت۔ ترتیب لفظی کے پہلو سے اس رکوع کی آخری آیتِ کریمہ خاص طور پر قابلِ غور ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِهَآ اِلَى الْحُكَّامِ
لِتَأْكُلُوْا فَرِيْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ

(البقرہ : آیت ۱۸۹)

اور تم اپنے بھائیوں کے مال آپس میں مل کر جھوٹ اور فریب کے ذریعہ مت کھاؤ اور نہ اُن اموال کو اس غرض سے حکام کی طرف کھینچ لے جاؤ تا تم لوگوں کے مالوں کا کوئی حصہ جانتے بوجھتے ہوئے ناجائز طور پر ہضم کر جاؤ۔

اگرچہ بادی النظر میں روزوں کے بیان کے معاً بعد اس آیتِ کریمہ کا مضمون کچھ عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن غور سے دیکھیں تو اس آیتِ کریمہ میں بڑے ہی لطیف پیرایہ میں روزوں سے حاصل شدہ سبق کو جامع الفاظ میں بیان کر دیا گیا ہے، کہ جب ایک مومن خاص احکامِ خداوندی کی تعمیل میں محدود وقت تک کے لئے حلال اور طیب اشیاء سے بھی کنارہ کشی کر سکتا ہے تو شریعتِ اسلامیہ کی طرف سے منہیات سے ہمیشہ کے لئے پرہیز کرنا زیادہ ضروری اور مومنانہ شان کے عین مطابق ہے۔

اب اسی مفہوم کو ذہن میں رکھتے ہوئے قرآنی بیان کی ترتیب کو دیکھئے، جس طرح روزوں کے معاً بعد روزوں کے خلاصہ اور حاصلِ مطلب کا بیان ہوا۔ اسی طرح رمضان شریف کے معاً بعد عید الفطر کا تہوار رکھا گیا۔ بلفظِ دیگر اس آیتِ کریمہ میں عید الفطر کا ہی پیغام بیان کیا گیا ہے۔ اور بارگاہِ ربّ العزت کی طرف سے روئے زمین کے تمام مسلمانوں کے لئے جو کسی بھی زمانہ سے تعلق رکھتے ہیں یہ اعلان کیا گیا ہے کہ جو شخص رمضان المبارک میں ایک ماہ کی خاص ٹریننگ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اپنی زندگی کے باقی ایام کو اسی ضابطہ کے مطابق گزارتا ہے تو اس کے لئے صرف ماہِ شوال کا پہلا دن ہی عید کا دن نہیں ہوتا بلکہ ساری زندگی عید ہی عید بن جاتی ہے۔ اس لئے ہر مومن کا فرض ہے کہ عید الفطر کے اس اہم پیغام پر وقتاً فوقتاً ضرور غور کرتا رہے۔۔۔!!

دوسرے نمبر پر عید الفطر سے الشان کی بشریت کے بعض اہم پہلوؤں کی بھی عکاسی ہوتی ہے اور یہ بات عید الفطر کے نام ہی سے آشکارا ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ ایک ماہ کے لگاتار روزوں میں ہر روزہ دار شریعت کے احکام کی تابعداری میں طلوعِ فجر سے لے کر غروبِ آفتاب تک کھانے پینے اور تمام قسم کے مخصوص تعلقات سے پرہیز کرتا ہے۔ ایسا کر کے ایک مومن گویا خدائی رنگ میں رنگین ہونے کی کوشش کرتا ہے۔ اگرچہ بشری دائرہ میں محدود ہونے کے سبب ایک انسان کی خدا تعالیٰ سے یہ مشابہت ایک نہایت درجہ کی ناقص مشابہت ہی ہے۔ لیکن چونکہ دینیات میں تمام تر دارومدار انسان کی نیت پر رکھا گیا ہے اس لئے روزہ دار کی یہ ناقص کوشش بھی بارگاہِ الٰہی میں خاص قدر کی نگاہ سے دیکھی گئی ہے۔ اس کا ثبوت حضرت شارع علیہ السلام کا وہ فرمان ہے جس میں حضورؐ نے روزے کی اہمیت کا اظہار کرتے ہوئے حدیثِ قدسی میں فرمایا ہے کہ، خدا تعالیٰ فرماتا ہے "اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اُجْزٰی بِہٖ" کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں خود اس کی جزاء ہوتا ہوں۔ اس جگہ "روزہ میرے لئے ہے" کے الفاظ خاص طور پر قابلِ غور ہیں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا شریعت کے تمام احکام کی بجا آوری خدا کی خاطر نہیں ہوتی۔ اگر ہوتی ہے تو روزے کو کونسی خصوصیت حاصل ہے جس کی وجہ سے خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اَلصَّوْمُ لِیْ" کہ روزہ میرے لئے ہے۔ دراصل یہ خصوصیت وہی ہے جسے ہم نے ابھی خدا کے رنگ میں رنگین ہو جانے کے الفاظ سے تعبیر کیا ہے۔ اور بتایا کہ خاص قسم کی کوشش اور مجاہدہ کے ذریعہ ایک روزہ دار اُن تمام قسم کی جائز بشری ضروریات کو باوجود میسّر آنے کے ایک خاص وقت تک کے لئے پورا نہیں کرتا۔ اپنی اس کوشش کے ذریعہ اپنے نفس پر ایسی کیفیت وارد کرتا ہے۔ جو درجۂ کمال کے لحاظ سے تو خاصۂ الوہیت ہے۔ لیکن بشری دائرہ کے لحاظ سے یہ ادنیٰ قسم کی مشابہت کا ہی رنگ رکھتی ہے۔ علاوہ ازیں روزہ دار کی اس کیفیت کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے جب ہم عید الفطر کے معانی پر غور کرتے ہیں تو شرعی نقطۂ نظر سے فطر کا لفظ صوم کے مقابل پر ہے۔ یعنی جب ایک روزہ دار طلوعِ فجر سے غروبِ آفتاب تک کے درمیانی وقت کے لئے ان احکام کی تابعداری کرتا ہے اور مقررہ وقت کے تمام ہو جانے کے بعد وہ افطار کرتا ہے۔ افطار کا یہ سلسلہ جہاں ہر روزہ کے تمام ہونے کے بعد روزانہ ہی چلتا ہے۔ وہاں ماہِ صیام کے تمام ہونے کے بعد پورا ایک دن فطر کے لئے مخصوص کر دیا گیا ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اس دن روزہ رکھنا ہی شیطانی کام ہے۔ اور یومِ عید کے بارے میں فرمایا کہ یوم اکل و شرب و بعال، کہ یہ دن تو کھانے پینے اور حوائجِ انسانی کو پورا کرنے کا ہے۔ بلفظِ دیگر اسلام کے اس پہلے تہوار کے نام ہی میں انسانی فطرت کی بڑے ہی جامع طریق پر عکاسی کر دی گئی ہے کہ جماعت مومنین کی طرف سے رمضان شریف کا پورا مہینہ اپنے نفسوں کو روحانی ٹریننگ میں لگائے رکھنے کے باوجود ان کی بشریت ان سے منفک نہیں ہو سکتی۔ اور چونکہ اسلام فطرتی مذہب ہے اس نے انسان کی اس حقیقی کمزوری کا بڑے ہی پرلطف انداز میں "عید" کا تہوار پیدا کر کے ظاہر کر دیا ہے۔ تا مومنوں کے دل ہمیشہ کے لئے رمضان جیسی کیفیت پیدا نہ کر سکنے کے سبب ملول نہ ہوں۔ بلکہ باوجود فطری کمزوری کے اس روز کو عید کے طور پر منائیں۔ اس روز اُن کے دل خاص قسم کی فرحت اور خوشی پائیں کہ انہوں نے اگرچہ محدود وقت اور محدود زمانہ تک ہی سہی خدا کا رنگ اپنے اُوپر وارد کیا اور اس طرح ماہِ رمضان کے تمام ہونے پر انہوں نے اس امتحان میں سرخروئی حاصل کر لی۔ اب ان کا حق ہے کہ خوشی منائیں۔

(باقی دیکھیے صـ۱۱ پر)

قرآن کریم کی تعلیمیں تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچانا چاہتی ہیں اُن کی طرف کان دھرو

اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام

"سچائی اختیار کرو، سچائی اختیار کرو۔ وہ دیکھ رہا ہے کہ تمہارے دل کیسے ہیں۔ کیا انسان اس کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے۔ کیا اس کے آگے بھی مکاریاں پیش جاتی ہیں۔ نہایت بدبخت آدمی اپنے فاسقانہ افعال اس حد تک پہنچاتا ہے کہ گویا خدا نہیں۔ تب وہ بہت جلد ہلاک کیا جاتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔

عزیزو! اس دنیا کی مجرد منطق ایک شیطان ہے۔ اور اس دنیا کا خالی فلسفہ ایک ابلیس ہے جو ایمانی نور کو نہایت درجہ گھٹا دیتا ہے۔ اور بے باکیاں پیدا کرتا ہے۔ اور قریب قریب دہریت کے پہنچاتا ہے۔ سو تم اس سے اپنے تئیں بچاؤ اور ایسا دل پیدا کرو جو غریب اور مسکین ہو۔ اور بغیر چون و چرا کے حکموں کو ماننے والے ہو جاؤ۔ جیسا کہ بچہ اپنی والدہ کی باتوں کو مانتا ہے۔

قرآن کریم کی تعلیمیں تقویٰ کے اعلیٰ درجہ تک پہنچانا چاہتی ہیں، ان کی طرف کان دھرو اور ان کے موافق اپنے تئیں بناؤ۔"

(ازالہ اوہام حصہ دوم صفحہ ۵۴۹)

خطبۂ عید الفطر

یہ عید اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لئے منائی جاتی ہے

اس نے ہمیں ماہ رمضان میں خصوصی عبادات بجا لانے کی توفیق عطا فرمائی

مستحقین کو کھانا کھلانا بھی رمضان کی عبادات اور عید کا ایک بڑا ضروری حصہ ہے جسے کبھی نہیں بھولنا چاہیئے

غذائی قلت کے موجودہ ایام میں ضروری ہے کہ ہم کھانے میں کمی اور سادگی اختیار کریں تا کہ مستحقین پیٹ بھر سکیں

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۲ر جنوری ۱۹۶۷ء

تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیہ کریمہ تلاوت فرمائی فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ وَمَا أَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ فَكُّ رَقَبَةٍ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ يَتِيمًا ذَا مَقْرَبَةٍ أَوْ مِسْكِينًا ذَا مَتْرَبَةٍ (البلد) پھر فرمایا:-

آج عید ہے

آپ سب کو اللہ تعالیٰ عید کی حقیقی خوشی نصیب کرے۔

عید جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں اسے کہتے ہیں جو بار بار آئے اور جسے بار بار لانے کی دل میں خواہش پیدا ہو۔ اور یہ عید اس لئے منائی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ہم اس بات پر شکر ادا کریں کہ اس نے ہمیں ماہ رمضان کی خصوصی عبادات بجا لانے کی توفیق عطا کی۔ قیام لیل کی بھی اور دن کے روزوں کی بھی۔ اور مستحقین کو کھانا کھلانے کی بھی۔ کہ یہ بھی رمضان کی عبادت کا ایک بڑا ضروری حصہ ہے۔

نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے

شہر رمضان

کو رحمت کا مہینہ اور عتق من النار کا مہینہ قرار دیا ہے۔ یعنی یہ وہ مہینہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ایسے سامان پیدا کر دیئے ہیں، کہ اگر اس کا بندہ ان سامانوں سے فائدہ اٹھائے اور ان ذرائع اور وسیلوں کو استعمال کرے جو اس کے رب نے اس کے لئے مہیا کئے ہیں۔ تو اس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل کو کچھ اس طرح جذب کرتا ہے کہ اس کی رحمت کا وارث بن جاتا ہے۔ اس کے حصے میں اپنے ربّ کی مغفرت آتی ہے۔ اور اس کی گردن شیطان کی غلامی سے آزاد کر دی جاتی ہے اور اسے نار جہنم سے بچا لیا جاتا ہے۔

آخری سپارے کی جو آیات میں نے اس وقت پڑھی ہیں اُن میں بھی یہی مضمون ہے کہ ہم نے انسان کے لئے ایسے سامان پیدا کئے ہیں کہ اگر وہ ان کو پہچانتا اور ہمارے بتائے ہوئے طریق پر عمل کرتا تو اس کے لئے ممکن تھا کہ وہ روحانی بلندیوں کو حاصل کرتا چلا جاتا۔ لیکن ان تمام سامانوں کے باوجود اور اس ہدایت کے باوجود جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ذریعہ بنی نوع انسان پر نازل کی۔ اس نے اس طرف توجہ نہیں کی فَلَا اقْتَحَمَ الْعَقَبَةَ اور ان روحانی بلندیوں تک، اس نے پہونچنے کی کوشش نہیں کی، جن رُوحانی بلندیوں تک پہنچنے کے لئے اس کے لئے سامان پیدا کئے گئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم نے یہ کہا کہ رُوحانی بلندیوں تک پہونچنے کی کوشش نہیں کی تو اس سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ نہ اس نے اپنی گردن شیطان کی غلامی سے آزاد کی اور نہ اس نے یہ کوشش کی کہ اس کے بھائیوں کی گردنیں بھوک کی غلامی اور شیطان کی غلامی سے آزاد ہوں۔

اس کے ایک معنی

یہ بھی کئے جاتے ہیں کہ غلاموں کو آزاد کرنا۔ اپنی جگہ پر یہ معنے درست ہیں۔ لیکن فَكُّ رَقَبَةٍ اور عِتْقٌ مِنَ النَّارِ کے الفاظ وضاحت کے ساتھ ایک ہی مضمون کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ تو اگرچہ اس میں بھی بڑا ثواب ہے کہ ان لوگوں کو انسان آزادی کی فضا مہیا کرے یا آزادی کی فضا مہیا ہونے میں ان کی امداد کرے: جو انسانی ظلم اور اپنی غفلت کے نتیجہ میں غلام بن چکے ہیں۔ لیکن اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ایک ایسا بھی زیادہ مظلوم اور قابلِ رحم غلام ہے جس کو آزاد کرنا اور کروانا ہمارے لئے

زیادہ ثواب کا موجب ہے

اور زیادہ رحمت کا موجب ہے۔ اور زیادہ مغفرت کا موجب ہے۔ اور وہ اپنا نفس ہے۔ جب وہ شیطان کا غلام بن جاتا ہے اور خدا کی دی ہوئی آزادی سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ یعنی

— وہ آزادی جو خدا کے قرب میں حاصل کی جاتی ہے۔

— وہ آزادی جو خدا کی رحمت کے سایہ میں حاصل کی جاتی ہے۔

— وہ آزادی جو خدا کی مغفرت کے احاطہ کے اندر حاصل کی جاتی ہے۔

تو یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ

فَكُّ رَقَبَةٍ کے سامان

تو تھے مگر انسان نے اس طرف توجہ نہیں دی۔ وہ اس کی طرف متوجہ نہیں ہوا۔ اور اس نے سامانوں سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اور غلام کا غلام ہی رہا۔ حالانکہ ہم نے ماہ رمضان کی عبادتوں کو خاص طور پر اس کے لئے اس لئے مقرر کیا تھا کہ اگر وہ کوشش کرے اور سعی کرے اور مجاہدہ کرے اور ہماری راہ میں قربانیاں دے اس طرح پر کہ ہمارے لئے بھوکا رہے۔ ہماری خاطر ہمارے بھوکے بندوں کو کھانا کھلائے۔ تو وہ اپنی گردن کو شیطان کی غلامی سے آزاد کروا سکتا تھا۔ وہ ان زنجیروں سے آزاد ہو سکتا تھا جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے۔ ذَرْعُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا۔ کہ بڑی لمبی زنجیریں جہنم کے قید خانہ میں ڈالی جائیں گی۔ لیکن اس نے ان سامانوں کے ہوتے ہوئے بھی ان کی موجودگی میں بھی اپنی گردن کو شیطان کی غلامی سے آزاد نہیں کیا۔

اس طرح ایک اور ذمہ داری اس کے اوپر تھی اور وہ یہ تھی کہ اپنے بھائیوں کو

بھوک کی اور شیطان کی غلامی سے آزاد کرے

قرآن کریم نے یہاں الفاظ بھوک کے کہے ہیں۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی وضاحت سے بتایا ہے كَادَ الْفَقْرُ أَنْ يَكُونَ كُفْرًا کہ بھوک جو ہے وہ کبھی کفر اور ضلالت پر منتج ہوتی ہے۔ بھوک کے نتیجہ میں انسان بسا اوقات شیطان کے دام فریب میں آ جاتا ہے۔ اور اپنے ربّ کو چھوڑ دیتا ہے۔ اور بھول جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کو رزاق سمجھنے کی بجائے وہ شیطان کے پاس اس شرط پر اپنی رُوح کو بیچ دیتا ہے (جیسا کہ ہماری بعض کہانیوں میں شیطان کے پاس رُوح کو بیچنے کا ذکر بھی ہے کہ وہ شیطان کے پاس اپنی رُوح کو اس شرط پر بیچتا ہے۔) کہ وہ دنیوی اموال و اسباب اور متاع اس کو مہیا کرے گا۔ اور اس کی رُوح شیطان اس لئے خرید لیتا ہے کہ خدا کو یہ کہہ سکے کہ میں نے کہا تھا اے رب! کہ میں تیرے بندوں کو بہکاؤں گا۔ دیکھ! میں اس کی رُوح کو جہنم میں پھینک رہا ہوں۔ اس کو میں نے اس قدر گمراہ، طاغی اور منکر اور سرکش بنا دیا تھا کہ تیرے غضب کا مورد ہو گیا ہے تیرے قہر کی تجلی نے جلا کر اسے کوئلہ کر دیا ہے۔

تو بھوک بسا اوقات کمزور دل میں کفر پیدا کرتی ہے۔ اس لئے اگرچہ اللہ تعالیٰ نے یہاں بھوک کا ذکر کیا ہے۔ لیکن چونکہ وہ بھی ایک بڑی وجہ تھی کفر کی اس لئے اس کو یہاں بیان کر دیا۔ اور

اصل مقصد فَكُّ رَقَبَةٍ کا ہی ہے

پہلے فقرہ میں اپنی گردن کو شیطان کی غلامی سے آزاد کرانا اور دوسرے فقرہ میں اپنے بھائیوں کی گردن کو شیطان کی غلامی سے آزاد کرانا مطلوب ہے۔ وہ غلامی جو بسا اوقات بھوک کے نتیجہ میں اور فقر اور محتاجی سے مجبور ہو کر انسان کو اختیار کرنی پڑتی ہے اسی لئے احادیث میں کثرت سے یہ روایت آتی ہے کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم عام طور پر بڑے ہی سخی تھے۔ اتنے سخی کہ اگر آپ کی سخاوت کے واقعات جو ظاہر میں وقوع پذیر ہوئے (اللہ تعالیٰ کا ہر بزرگ بندہ اور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے اور کون زیادہ بزرگ ہوگا بعض نیکیاں ظاہر میں کرتا ہے اور بعض اس رنگ میں کرتا ہے کہ کسی کو ان کا علم تک نہیں ہوتا۔ تو جن کا ہمیں علم ہے اگر ان کو بھی) اکٹھا کیا جائے تو تاریخ ایسے سخی کی مثال دُنیا کے سامنے پیش نہیں کر سکتی۔

اس کے باوجود

احادیث میں آتا ہے

کہ رمضان کے مہینہ میں آپ کی سخاوت بہت بڑھ جاتی تھی۔ اور اس کی مثال ایسی ہی بن جاتی تھی جیسے کہ خدا تعالیٰ کی رحمت کی ٹھنڈی ہوا بڑی تیز چل رہی ہو۔ تو تیز ہوا کی طرح آپ کی سخاوت ان دنوں میں جوش میں آکر دنیا کے سامنے ظاہر ہو رہی ہوتی تھی۔

پس رمضان کا تعلق کھانا کھلانے سے بڑا گہرا ہے۔ بعض بزرگوں کا قول بھی ہمارے لٹریچر میں پایا جاتا ہے کہ جب رمضان آیا تو انہوں نے کہا کہ قرآن کریم پڑھنے اور مستحقین کو کھانا کھلانے کا زمانہ آگیا۔ بس اب قرآن پڑھا کریں گے اور بھوکوں کی بھوک دور کرنے کی کوشش کریں گے۔ تو خصوصی تعلق ہے رمضان کا بھوک دور کرنے کے ساتھ!

پس رمضان کو رحمت اور مغفرت اور غلامی سے نجات حاصل کرنے کا مہینہ قرار دیا گیا ہے۔ غلامی سے نجات، سب سے پہلے اپنے نفس کی نجات اور آزادی ہے۔ اور اس کے بعد اپنے بھائیوں کی آزادی ہے۔ شیطان کی غلامی سے۔ اور شیطان کا غلام ہمارا بھائی اس طرح بھی بن جاتا ہے

کہ اس کا پیٹ نہیں بھر رہا ہوتا۔ اور بھوکا رہنے کی وجہ سے اور اپنے بچوں کو بھوکا دیکھتے ہوئے بہک جاتا ہے۔ اور اپنے خدا کو بھول جاتا ہے۔ اور یہ نہیں سوچتا کہ ایسے ابتلاء تو بطور امتحان کے ہوتے ہیں۔ ان میں کامیاب ہونے کی اور پاس ہونے کی کوشش کرنی چاہیئے نہ یہ کہ آدمی فیل ہو اور ناکام ہو اور خدا کے غضب اور غصہ کو سہیڑ لے۔

یہ وقت، اور سال کا یہ حصہ جس میں اب ہم داخل ہوئے ہیں اس میں

غذا کی بڑی قلت پائی جاتی ہے

بھوک ایک تو کَادَ الْفَقْرُ اَنْ یَّكُوْنَ كُفْرًا ایک غلامی بنتی ہے نا؟ بھوک کے نتیجہ میں ہمیں ایک اور قسم کی غلامی بھی نظر آرہی ہے۔ اور حدیث کے یہ بھی ایک معنی ہیں کہ جب کوئی قوم بھوک سے مرنے لگتی ہے تو وہ غیر قوموں کی غلامی اختیار کرتی ہے۔ چنانچہ وہ اقوام جو ان قوموں کو غلّہ مہیا کرتی ہیں اور غذا مہیا کرتی ہیں۔ جہاں کہیں ہو وہ اپنے مالکانہ اثر و رسوخ اور سیاسی دباؤ کو استعمال بھی کرتی ہیں۔ اور غلّہ لینے والی قومیں اپنے آپ کو پوری آزاد محسوس نہیں کرتیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری قوم کو اس سے محفوظ رکھے۔

تو دعا کرنی چاہیئے کہ

اللہ تعالیٰ رحمت کی بارش برسائے

اور ہمارے ملک میں غذا کی قلت نہ ہو۔ دوسرے ہمیں اللہ تعالیٰ نے جو قرآن کریم میں یہ تعلیم دی ہے کہ یتیم اور مسکین کو کھانا کھلاؤ اس کو نہیں بھولنا چاہیئے۔

مِسْكِيْنًا ذَا مَتْرَبَةٍ کے

ایک معنی یہ ہیں کہ جس نے اپنی طرف سے مال کمانے کی پوری کوشش کی ہے، اگر اس کو اور کچھ نہیں ملا تو اس نے مزدوری کی ہے۔ اور وہ گرد آلود ہے۔ اور ذا متربہ ہے۔ پس

ذا متربہ کے ایک معنے

یہ ہیں کہ ایسا مسکین جس کو مانگنے کی عادت نہیں۔ بہت سارے لوگ خوش پوش نظر آئیں گے اور اندر سے بہت غریب ہوں گے۔ مانگ مانگ کے گزارہ کر لیتے ہیں۔ مانگ کے کپڑے پہن لئے۔ مانگ کے کھا لیا۔ اور کام کوئی نہ کیا۔ تو یہ ذہنیت بہت گندی ہے۔ اس سے بچنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کے افراد کو اس سے محفوظ رکھے۔

تو جس کو ضرورت ہے اپنی طرف سے

پوری کوشش کرے۔ اگر اور کوئی کام نہیں ملتا تو مزدوری کرے۔ آخر بڑے بڑے کبار صحابہؓ جب ہجرت کر کے مدینہ میں آئے تو بعض انصار نے کہا کہ ہمارے پاس مال ہے آدھا کر بانٹ لیں۔ انہوں نے کہا تمہارا مال نہیں چاہیئے۔ درانتی ہے کلہاڑی ہے۔ اور رستہ ہے جنگل سے لکڑیاں کاٹ لاؤں گا۔ اور انہیں بیچ کر گزارہ کروں گا۔

تو ایسا بزرگ صحابی مدینہ میں آکر ذا متربہ ہوگا۔ کیونکہ اس کے کپڑے گرد آلود ہوں گے۔ تو مطلب یہ ہے کہ ایک طرف تو ہمیں اللہ تعالیٰ نے یہ کہا کہ مانگنے سے دوسرے کا سہارا لینے سے بچنے کی انتہائی کوشش کرو۔ ذا متربہ بن جاؤ۔ اور کچھ نہ ملے تو مزدوری کر لو۔ لیکن دوسری طرف دوسروں کو کہا کہ تمہارا یہ بھائی اتنا باغیرت ہے کہ اس کو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ پسند نہیں کہ تمہارے آگے ہاتھ پھیلائے۔ اس نے جب اور کچھ نہیں ہوا تو مزدوری کرنی شروع کر دی۔ دیکھ لو اس کے چہرے کو!! یہ ذا متربہ ہے یا نہیں؟ تو اس کا ذا متربہ ہونا اس کی غیرت کی دلیل ہے۔ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ شخص مانگنے کو عار سمجھتا ہے۔ لیکن اس کے باوجود ملک کے حالات کے لحاظ سے اس کے اپنے خاندان کے حالات کے لحاظ سے کہ بچے زیادہ ہیں اور یہ اتنا کما نہیں سکا۔ اس کے گھر میں پھر بھی بھوک نظر آتی ہے۔ اب تمہارا فرض ہے کہ اپنے اس بھائی کی مدد کرو۔ لیکن آپ اپنے بھائیوں کی مدد نہیں کر سکتے جب تک آپ اپنی زندگی کو سادہ نہ بنائیں، خصوصاً کھانے کے معاملہ میں۔

تو اب وقت ہے کہ ہم ایک تو تحریک جدید کے اس مطالبہ پر نئے سرے سے عمل پیرا ہو جائیں۔ جس کو ہم ایک حد تک بھول چکے ہوئے ہیں کہ

اپنے کھانے میں سادگی کو اختیار کریں

اور نہ صرف اپنے لئے روپیہ بلکہ اپنے بھائی کے لئے کھانا بھی بچائیں۔ جب آپ کھانا ضائع کرتے ہیں تو دو چیزوں کا ضیاع ہوتا ہے۔ آپ کے روپے کا اور آپ کے بھائی کی غذا کا۔ اگر آپ مثلاً آدھ سیر آٹے کی بجائے چھ چھٹانک کھائیں تو آپ کے دو چھٹانک کے پیسے بچ گئے۔ آپ کے بھائی کے لئے دو چھٹانک گندم بچ گئی۔

تو کھانا کم کھائیں۔ کھانا سادہ کھائیں۔ تاکہ وہ لوگ جن کو آپ سے زیادہ ضرورت ہے اُن کے پیٹ بھر جائیں۔

اور یہ عید جو ہے اس کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ رمضان میں تو اطعام مسکین کی بجائے بعض دوسری عبادتوں کی طرف ہمیں زیادہ متوجہ کیا گیا تھا۔ یعنی قیام لیل کی طرف اور خدا کے لئے کھانے کو چھوڑ دینے کی طرف۔ وہ جو کھلانے والا حصہ تھا وہ اتنا نمایاں نہیں تھا اگرچہ پہلے روزے سے ہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم، آپؐ کے صحابہؓ اور امت کے بزرگوں کا یہ طریق رہتا تھا کہ وہ بڑی کثرت کے ساتھ اس بات کا اہتمام کیا کرتے تھے کہ جو مستحق ہیں انہیں کھانا کھلائیں۔ لیکن جو چیزیں نمایاں ہوتی ہیں۔ رمضان کے مہینے میں وہ قیام لیل اور خدا کے لئے کھانا چھوڑنا ہے۔ اور جو چیزیں نمایاں ہوتی ہیں عید کے دن وہ کھانا کھانا اور کھلانا ہے۔ تو یہ بھی دراصل رمضان کی عبادت کا ہی حصہ ہے اور اسی طرف ہمیں متوجہ کرتا ہے۔

آج عید ہے

مَیں نے اپنے خطبہ کے شروع میں یہ دعا کی تھی کہ اللہ تعالیٰ آپ سب کو بشمولیت خاکسار عید کی حقیقی خوشی نصیب کرے اور اب جو مَیں نے مضمون بیان کیا ہے اس کے بعد مَیں یہ کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس بات کی توفیق دے کہ اس کی رحمتوں کے دروازے جو ہم پر بار بار کھولے جاتے ہیں ہم بار بار ان سے فائدہ اٹھائیں۔ اور ہر روز ہمارے لئے روزِ عید ہو جائے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ وہ جو یہ چاہتا ہے کہ اس کے قرب کے حصول کے لئے بھائیوں کی بھوک کا خیال رکھا جائے۔ اور انہیں شیطان کی غلامی سے بچانے کی کوشش کی جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس ذمہ داری کی ادائیگی کی توفیق عطا کرے اور اس طرح پر ہمارے لئے ہر دو معنی کی حقیقی خوشی اور حقیقی عید کے سامان پیدا ہو جائیں۔ اللّٰھم آمین۔

درخواست دُعا

خاکسار اپنی دینی و دنیوی ترقیات اور اپنے تمام بچوں کے نیک اور خادم دین ہونے کے لئے احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتا ہے۔

خاکسار: شیخ شمس الدین صدر جماعت احمدیہ بھدرک (اڑیسہ)

(۲) مکرم محمد عبد القیوم صاحب حیدر آباد سے اور مکرم محمد عظمت اللہ صاحب کرنول سے اپنی دینی اور دنیوی ترقیات اور کاروباری مشکلات کے ازالہ کیلئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ خاکسار: محمد کریم الدین شاہد قادیان

معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اعلیٰ و ارفع مقام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصریحات اور مسلمان اکابرین کی آراء

از مکرم یعقوب امجد صاحب

قریباً ایک سو سال پہلے اسلام کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ تھی۔ بیرونی حملوں کی بارش ہو رہی تھی اور اسلام کا وہ بے کراں بحر بیکراں جو مغرب میں فرانس کے ساحل سے ٹکراتا اور مشرق میں چین کے لئے سیلاب عظیم بن کر چڑھتا چلا جا رہا تھا وہ پھر سمٹ کر وادیٔ بطحاء کی طرف لوٹ رہا تھا۔ نصرانیت کا طوفان امڈتا چلا آ رہا تھا۔ اور لادینی عناصر اپنے اپنے پر پُرزے نکال رہے تھے مسلمان علماء باہمی اختلافات میں ایسے پھنس چکے تھے۔ کہ انہیں اسلام کے دفاع کی طرف بہت کم توجہ تھی۔ آخر اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آئی اور اس نے اپنی سنت کے مطابق قادیان (ضلع گورداسپور) کی گمنام بستی سے ایک دردمند راستباز اور غمخوارِ اسلام کو نورِ مجددیت کی قبا بخشی اور احیائے دین و اقامتِ شریعت اس کا وظیفہ مقرر فرمایا۔ اس لئے کہ اس کے مطاع و آقا حضرت محمد مصطفےٰ فخر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ آخری دور میں مبعوث ہونے والا مسیح احیاءِ دین اور اقامتِ شریعت کا فریضہ بجا لائے گا۔ چنانچہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت مرزا غلام احمد مسیح دوران علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص نشانوں اور تائیدوں کے ساتھ مبعوث فرمایا۔ اور حضور سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے جو کام ان کے ذمہ لگائے گئے تھے انہیں سرانجام دینے کی قوت ودیعت فرمائی گئی۔ بخاری شریف میں جہاں مسیح دوران علیہ السلام کی صفات بیان ہوئی ہیں وہاں "حکماً عدلاً" کے الفاظ صراحت سے آئے ہیں چنانچہ انہوں نے عملی طور پر حَکَم و عَدل ہونے کا فریضہ سرانجام دیا۔ اس طرح کہ وہ مسائل جو مسلمانوں کے درمیان نزاعی صورت اختیار کر چکے تھے (اور اکثر علماء انہی میں اُلجھے رہتے تھے) ان کے بارے میں علمِ الٰہی سے خبر پا کر حتمی رائے دی۔ انہی مسائل میں سے ایک مسئلہ "معراج النبیؐ" جیسا اہم مسئلہ تھا۔ اس کے بارے میں علماء میں شدید اختلاف تھا۔ چنانچہ حَکَم و عَدَل حضرت مسیح دوراںؑ نے نہایت صراحت سے فیصلہ صادر فرمایا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج کو ایک اعلیٰ و ارفع مقام قرار دیا۔ وہ مقام کہ جہاں تک کسی بھی انسان کا پہنچنا ناممکن ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

> "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معراج جس جسم کے ساتھ ہوا وہ آسمانی جسم تھا۔ وہ معراج قابلِ تعریف نہیں جو عام مانتے ہیں۔ چونکہ ہر ایک شخص اپنی حد تک بات کرتا ہے۔ بچہ اپنی حد تک ہی کہتا ہے جو کھیل تک محدود ہو۔ کم علم اپنی حد تک اسی طرح یہ لوگ چونکہ اس حقیقت سے محض ناآشنا اور ناواقف تھے انہوں نے یہاں تک ہی اس راز کو سمجھا۔ لیکن خدا تعالیٰ نے مجھ پر اس کی حقیقت کھول دی ہے اور عوام اس سے محض ناواقف ہیں۔ اس لئے اعتراض کرتے ہیں۔ اصل بات یہی ہے کہ یہ ایسا کشفی رنگ تھا کہ اس کو ہرگز خواب نہیں کہہ سکتے۔ یہ سچی بیداری تھی جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ کمال حاصل ہوا۔ اور یہ حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کامل درجہ کا تقدس اور تطہر نہ ہو۔"
>
> (الحکم ۱۷ اگست ۱۹۰۵ء)

آپ کے اس ارشاد پر پون صدی سے زیادہ مدت گزر چکی ہے۔ اختلافی مسائل اور معراج کی حقیقت کے بارے میں جو بحث و مباحثہ پہلے ہوتا تھا اس کی نوعیت بدل چکی ہے۔ اس لئے کہ حَکَم و عَدَل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان تمام مسائل کی تسلی بخش طریق سے وضاحت فرما دی ہے۔ سائنسی دور نے انسانی مشاہدات کو نہ صرف آگے بڑھایا ہے بلکہ علم و یقین کے لئے بھی مزید راہیں ہموار کر دی ہیں۔ اسلام دینِ فطرت ہے۔ اور اس کے مسائل وغیرہ میں کوئی تضاد نہیں۔ اسلئے اگر یہ کہا جائے کہ صرف مذہب اسلام ہی سائنسی تقاضوں پر پورا اُترنے والا مذہب ہے تو یقیناً درست ہوگا۔ فی زمانہ سائنسی علوم نے جتنی ترقی کی ہے، اسلام نہ صرف اس کی تائید کرتا ہے بلکہ اس تمام ترقی کے اصول اور پیشگوئیاں بھی پیش کرتا ہے۔

ان تمہیدی سطور کے بعد اب "واقعۂ معراج" کا ایک مختصر جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔ تاریخ اسلام کے ابتدائی دور سے آج تک یہ حقیقت ہر مسلمان کو مسلم ہے کہ قرآن مجید شریعت کا اصل الاصول اور منبع ہے اور یہی عقیدہ تا قیامت ہر مسلمان کا اصل ایمان رہے گا۔ خود حضرت خیر الرسل صلے اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اسی اصل پر کاربند رہے۔ اور عملی و قولی شہادت اسی کے مطابق پیش کی۔ یہ امر بھی تمام مسلمانوں میں مسلم ہے کہ اگر کوئی روایت یا قول خلافِ نصوصِ قرآنیہ ہو تو وہ بھی قابلِ قبول نہیں ہوگا۔ اسی لئے جو حدیث صریح نصِ قرآنی سے متناقض و معارض ہوگی وہ غیر متبدل اور نامقبول ہوگی۔ اس اصل کو تسلیم کرنے کے بعد جب بھی کوئی شخص "معراج" کے واقع پر قرآن مجید کی روشنی میں غور کریگا تو یقیناً وہ معراج کی حقیقت و ماہیت کا علم صحیح پانے میں کامیاب ہوگا۔ قرآن مجید میں دو جگہوں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی سفر کا ذکر ملتا ہے۔ اول سورۂ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں جہاں "اَسْرٰی" کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ اور دوم سورۂ نجم میں جہاں ایک روحانی سفر کی علامات اور انتہائی ترفع کا ذکر ہے۔ پہلے سفر میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سفر کرنے کا ذکر ہے نہ آسمان پر جانے کا ذکر ہے اور نہ ان نشانات کا تذکرہ ہے جو آسمانی سفر کے دوران ملتے ہیں اس سفر کو "اَسْرٰی" کے لفظ کی رعایت سے "اِسْرَاء" کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ کتب تفسیر اور احادیث کے مجموعوں میں "باب الاسراء" کے نام سے تفصیلی تذکرہ ملتا ہے۔ چونکہ ہمارے پیشِ نظر اس وقت "واقعۂ معراج" کا مختصر جائزہ ہے۔ اس لئے ہم سورۂ نجم کی وہ آیات یہاں درج کرتے ہیں جن میں "معراج" کی تمام علامات کا ذکر ملتا ہے۔ مگر یاد رکھنا چاہیئے کہ اس واقعہ کو "معراج" کا نام اس لئے دیا گیا ہے کہ روایات میں جہاں اس سفر کا ذکر آتا ہے وہاں "عُرِجَ بِیْ" کے الفاظ آتے ہیں پس اسی مناسبت سے اسے "معراج" کے نام سے لکھا اور بولا جاتا ہے۔ تفاسیر اور احادیث میں "معراج" کے لئے "واقعہ اسراء" سے الگ باب میں ذکر ملتا ہے۔ اور صاف لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب معراج ہوئی تو آپ مکہ سے اُفقِ اعلیٰ پر تشریف لے گئے۔ اس سارے واقعہ میں "مسجد اقصےٰ" کا ذکر نہیں ملتا۔ لیجئے سورۂ نجم کی ان آیات پر غور کیجئے جن میں معراج کا ذکر ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

عَلَّمَهٗ شَدِيْدُ الْقُوٰى ۙ
ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۙ
وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى ؕ
ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ فَكَانَ
قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى ۚ
فَاَوْحٰۤى اِلٰى عَبْدِهٖ مَاۤ اَوْحٰى ؕ
مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۚ
اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ۚ
وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۙ
عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ۚ
عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ۚ
اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۙ
مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ۚ
لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ
الْكُبْرٰى ۚ

(سورۃ نجم رکوع ۱)

یہ آیات واقعۂ معراج کی طرف اشارہ کرتی ہیں۔ انہی آیات کی روشنی میں ہم یہ فیصلے کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج کب ہوئی؟ اس بات کو بالاتفاق تسلیم کیا گیا ہے کہ "سورۃ النجم" مکے کے ابتدائی سالوں میں نبوت کے پانچویں برس نازل ہوئی تھی۔ پس یہ فیصلہ خود بخود صادر ہوا کہ معراج کا واقعہ بھی نبوت کے پانچویں سال سے تعلق رکھتا ہے۔ البتہ اس کے وقوع کی تاریخ اور ماہ کے بارے میں متعدد روایات ہیں۔ اس لئے ان تمام کا جائزہ لینے کے بعد دورِ حاضر کے سیرۃ نگار محققین نے یہ فیصلہ دیا ہے کہ معراج کا واقعہ ۲۵ ماہِ رجب کو پیش آیا تھا۔

(سیرۃ النبیؐ جلد سوم تالیف سید سلیمان ندوی۔ اور رحمۃ للعالمین تالیف قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری)

معراج کے واقعات میں جن امور کا بطورِ خاص ذکر آتا ہے وہ یہ ہیں:-

۱۔ افقِ اعلیٰ پر قابِ قوسین کے مقام پر کھڑا ہونا۔
۲۔ سدرۃ المنتہیٰ تک جانا۔
۳۔ سدرۃ المنتہیٰ پر کسی چیز کا نازل ہونا۔
۴۔ اللہ تعالیٰ کا دیکھنا۔
۵۔ کلامِ الٰہی کا نازل ہونا وغیرہ۔

ان سب امور کا ذکر آیاتِ سورۂ نجم کے علاوہ ان روایات میں بھی ملتا ہے، جو معراج سے متعلق احادیث کے مجموعوں میں ملتی ہیں۔ یہ روایات بخاری کتاب الصلوٰۃ، کتاب بدء الخلق، کتاب التفسیر اور کتاب التوحید میں تفصیلاً مندرج ہیں۔ بخاری کے علاوہ مسلم وغیرہ میں بھی ملتی ہیں۔ حدیثوں کے مجموعہ

کتبِ سیر نے بھی ان روایات کو درج کیا ہے۔ مثلاً سیرۃ ابن ہشام وغیرہ۔

ان تمام روایات کا خلاصہ یوں ہے کہ ایک رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجدِ حرام میں استراحت فرما رہے تھے۔ یقظہ اور نوم کی درمیانی کیفیت تھی کہ آپؐ نے یہ نظارہ مشاہدہ فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام آئے ہیں۔ حضرت جبرائیلؑ نے آپؐ کو جگایا اور "چاہِ زمزم" کے قریب لاکر آپؐ کا سینہ مبارک چاک کیا۔ اور آپؐ کے دِل کو زمزم کے پاک صاف پانی سے دھویا۔ پھر سونے کی ایک طشتری میں ایمان وحکمت کو بھر کر لایا گیا۔ حضرت جبرائیلؑ نے ایمان وحکمت کے اس خزانے کو آپؐ کے قلبِ صافی میں بھر کر اس کو بند کر دیا۔ اس کے بعد حضرت جبرائیلؑ آپؐ کو ساتھ لے کر پرواز کرتے ہوئے آسمانِ اوّل کے دروازے تک پہنچے دروازے پر دستک دی تو دربان نے پوچھا کون ہے؟ جبرائیلؑ نے جواباً کہا۔ مَیں جبرائیل ہوں اور میرے ساتھ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں" دربان نے پوچھا کیا انہیں بلایا گیا ہے؟ جبرائیلؑ نے اثبات میں جواب دیا تو دربان نے دروازہ کھولتے ہوئے ادب سے خوش آمدید کہا۔ آگے بڑھے تو آپؐ کی ملاقات حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ اس کے بعد حضورؐ جبرائیل کے ساتھ دوسرے آسمان کی طرف بڑھے وہاں بھی دربان نے آپؐ کی تشریف آوری کا حال پوچھا اور دروازہ کھول دیا۔ اس جگہ آپؐ حضرت یحییٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملے۔ دونوں نے آپؐ کو سلام کیا۔ اور آپؐ نے بھی جواباً سلام کیا۔ اب جبرائیل علیہ السلام آپ کو ساتھ لئے تیسرے آسمان کی طرف پرواز کرنے لگے۔ حسبِ سابق یہاں بھی دربان نے خیر مقدم کرتے ہوئے دروازہ کھولا تو آپؐ داخل ہوئے یہاں حضرت یوسف علیہ السلام نے آپؐ کو سلام کیا۔ آپؐ بھی سلام کا جواب دیتے ہوئے آگے بڑھے۔ اسی طرح چوتھے، پانچویں چھٹے اور ساتویں آسمان پر بھی علی الترتیب حضرت ادریس علیہ السلام، حضرت ہارون علیہ السلام۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے آپؐ کی ملاقات، باہمی مزاج پرسی اور سلام کا تبادلہ ہوا۔ اس کے بعد آپؐ اور آگے بڑھے اور وہاں تک پہنچے جہاں کسی بشر نے کبھی قدم نہیں مارا تھا۔ اس وقت آپ کے سامنے مقام "سدرۃ المنتہیٰ" تھا اور ساتھ ہی "جنّۃ الماویٰ" کا محلِ وقوع تھا۔ اس کے بعد آپؐ نے "سدرہ" پر نورِ ربانی کے نزول کا نظارہ دیکھا اور دیگر نشاناتِ الٰہیہ کا مشاہدہ فرمایا۔ آپؐ کو جنت کی سیر کرائی گئی۔ اور آپؐ اپنے خالقِ حقیقی کے حضور "قابَ قوسین او ادنیٰ" کے مقام پر فائز ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے بلاواسطہ مکالمہ سے مشرف ہوئے۔ اس کے بعد پچاس نمازوں کے احکام عطا ہوئے۔ اور آپؐ واپس تشریف لائے۔ راستے میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے احکام کے بارے میں پوچھا تو آپؐ نے پچاس نمازوں کا ذکر فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پچاس نمازوں کے بوجھ اور اپنی اُمت کا حال تجربۃً بیان کیا۔ چنانچہ آپؐ نے واپس جاکر دربارِ خداوندی میں درخواست کی تو پچاس کی بجائے چالیس نمازوں کا حکم ہُوا۔ مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پھر کمی کے لئے اصرار کیا۔ اس طرح چند بار میں دس دس کی تخفیف کے بعد پانچ نمازوں کا حکم ملا۔ موسیٰ علیہ السلام نے پھر درخواست کی کہ یہ بھی بوجھ ہے مگر آپؐ نہیں گئے۔ اور ان احکام کو لے کر آپؐ مختلف آسمانوں سے گزرتے ہوئے نیچے تشریف لے آئے تو آپؐ کی آنکھ کھل گئی اور آپؐ نے دیکھا کہ آپ اُسی طرح مسجدِ حرام میں لیٹے ہوئے ہیں۔

سورۂ نجم کی آیات اور احادیث وغیرہ میں مندرجہ روایات سے صاف ظاہر ہے کہ معراج کا واقعہ روحانی کیفیت سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے کہ آیاتِ قرآنیہ میں رؤیتِ قلبی کا ذکر صراحۃً آیا ہے۔ فرمایا:-

مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی۔

اور حدیث میں آیا ہے:-

ثُمَّ قَالَ فِیْ اٰخِرِھَا فَاسْتَیْقَظْتُ وَ اَنَا بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ۔

پس معراج کی حقیقت یہی ہے کہ وہ ایسا مثالی کشف تھا جو عام انسانوں کو بیداری میں حاصل نہیں ہوتا۔ جو اُسے مطلق خواب یا معمولی رؤیا خیال کرتا ہے اس پر کشف کا راز منکشف نہیں ہے۔ اور جو اُسے محض جسمِ ظاہری سے متعلق قرار دیتا ہے وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تقدّس وتطہّر اور جذب الی اللہ کے ارفع مقام سے ناآشنا ہے۔

متعدد متقدمین نے یہ تسلیم کیا ہے کہ معراج رُوحانی کیفیت کا وہ اعلیٰ مقام ہے جو عام انسان تو کجا کسی دُوسرے نبی کو بھی حاصل نہیں ہوا۔ اس مسلک میں حضرت معاویہؓ۔ حضرت عائشہؓ۔ حضرت خدیجہؓ۔ اور حضرت حسنؓ متفق ہیں۔ علامہ ابن جریر نے اپنی تفسیر میں حضرت حذیفہؓ کی روایت نقل کی ہے۔ اس میں یہ الفاظ ہیں:-

مَا فُقِدَ جَسَدُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ۔

یعنی آپؐ کا جسم مبارک معراج کی رات غائب نہیں ہُوا تھا۔

قرآنی نصوص، مستند روایات اور اقوالِ اسلاف کا مطالعہ کرنے کے بعد بھی اگر کوئی خواہ مخواہ اپنے قیاس سے اختلافِ رائے پیدا کرتا ہے تو وہ معذور ہے۔ لیکن ہر دَور میں کچھ ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جو ایسے معذور مقلّدین کے لئے باعثِ سند ہوتے ہیں۔ اس لئے ایسے لوگوں پر اتمامِ حجت کرنے کے لئے اب ہم بعض نامور متأخرین کی آراء نقل کرتے ہیں۔

اوّل:- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے اپنی تصنیف "حُجَّۃُ اللّٰہِ الْبَالِغَۃ" میں معراج کے واقعات پر روشنی ڈالتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:-

"..... ذٰلِكَ فِیْ مَوْطِنٍ هُوَ بَرْزَخٌ بَیْنَ الْمِثَالِ وَ الشَّهَادَةِ جَامِعٌ لِاَحْكَامِهِمَا فَظَهَرَ عَلَى الْجَسَدِ اَحْكَامُ الرُّوْحِ وَ تَمَثَّلَ الرُّوْحُ.. ......"

یعنی یہ واقعہ ایک ایسے مقام پر ہُوا جو عالمِ مثال اور عالمِ شہادت کے درمیان برزخ کی طرح ہے۔ جس میں دونوں کے احکام جمع تھے۔ پس جسم پر رُوح کے احکام ظاہر ہوئے۔ اور روح نے جسم کی صورت اختیار کی۔

(حجۃ اللہ البالغہ باب تعبیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

دوم:- سرسید احمد خان نے بعض مسائل کے بارے میں نہایت محققانہ رائے دی ہے۔ معراج النبیؐ کے متعلق انہوں نے تمام روایات اپنے ایک مقالہ میں نقل کی ہیں۔ اِن روایات کے نقل کرنے کے بعد انہوں نے اس معرکۃ الآراء مسئلے کے بارے میں یوں استنباط کیا ہے:-

"علمائے متأخرین نے مذہبی گرم جوشی سے یہ بات قرار دی ہے کہ معراج جسمانی تھی۔ اور تمام واقعات جو واقع ہوئے ہیں فی الحقیقت واقع ہوئے تھے لیکن اس اِدّعا کی نسبت ان کے پاس کوئی سند قرآن مجید کی موجود نہیں ہے۔ بلکہ بعض الفاظ کے معنوں پر جوشش و خروشش کے ساتھ بحث کرکے۔ اس امر کو قائم کرتے ہیں"

اسی مقالے میں ایک دوسرے مقام پر روایات پر تنقید کرتے ہوئے یوں رقمطراز ہیں:-

"ہر شخص پر جس میں ذرا بھی سمجھ ہے اور ذرا بھی استدلال کا مادہ رکھتا ہے۔ واضح ہوگا کہ مذکورہ بالا دلیلیں (جسمانی معراج کے حق میں) کیسی پوچ اور ضعیف ہیں۔ ان دلیلوں کے پیش کرنے والے صرف وہی لوگ ہیں جو جوشِ مذہبی میں اندھے ہوکر یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان تمام روایتوں پر جو ذرا بھی مذہب سے علاقہ رکھتی ہیں گو وہ کیسی ہی بیہودہ اور محال اور قابلِ تضحیک ہی کیوں نہ ہوں، آمنّا وصدّقنا کہنا چاہیئے۔ بلاشبہ ان مسلمانوں کا یہ جاہلانہ اعتقاد ان کی نامعقولیت پر دلالت کرتا ہے"۔

(مقالات سرسیّد حصہ یازدہم، مقالہ بعنوان: شق صدر کی حقیقت اور "واقعۂ "معراج" کی ماہیت)

سوم:- سید سلیمان ندوی نے نہایت شرح وبسط سے معراج سے متعلق روایات پر بحث کی ہے۔ فتح الباری کا ایک حوالہ نقل کرتے ہیں جس میں یوں ذکر ہُوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کچھ مشاہدہ فرمایا وہ آنکھ سے نہیں بلکہ دِل سے دیکھا ہے۔ (فتح الباری جلد ۸ صفحہ ۴۶۸) اس کے بعد مولانا سیّد سلیمان ندوی یوں تحریر فرماتے ہیں:-

"اس تشریح کے بعد اس باب میں کوئی نزاع باقی نہیں رہ جاتی۔ رہی یہ بات کہ دِل کا دیکھنا اور قلب کا مشاہدہ کیا ہے؟ تو اس رمز کو وہی سمجھے جس کے دِل میں مشاہدہ کی طاقت ہو۔"

(سیرت النبیؐ تالیف سید سلیمان ندوی جلد سوم)

الغرض "معراج" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رُوحانی مشاہدات کی اکمل صورت اور قوتِ قدسیہ کی اتم کیفیت کا نام ہے۔ یہ مشاہدہ ایسا ہے کہ جسے ایک عام انسان تصوّر میں بھی نہیں لاسکتا۔ اس لئے کہ انبیاء علیہم السلام کے مشاہدات عام انسانوں کی فہم وادراک سے بہت بلند ہوتے ہیں اور جس قدر کسی نبی کی قوتِ قدسیہ زیادہ ہوتی ہے اتنا ہی اس کا مشاہدہ بھی مکمل ہوتا ہے۔ چونکہ سیدِ ولدِ آدم حضرت خیر الانام محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قوتِ قدسیہ کے اعتبار سے تمام انبیاءِ کرام سے ارفع واعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ اس لئے آپؐ کا مشاہدہ بھی دیگر تمام انبیاء سے اکمل واتم ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معراج ایک بلند ترین رُوحانی مشاہدہ ہے جس کی کیفیت و ماہیت کا بیان انسانی بس سے باہر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کیا خوب فیصلہ صادر فرمایا ہے:-

اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا یَرٰی ○

(سورۂ نجم)

قرآنی اعجاز و صداقت پر لاثانی خدائی چیلنج کی حقیقت
اور
حقانیت مثیل مسیح کی زندہ دلیل و لاجواب چیلنج

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی نائب ناظر تالیف و تصنیف

جس قوم نے اپنی مسلّمہ کتب سے یہ بدسلوکی کی ہے کہ اس میں خدا تعالیٰ کی منشاء کو بگاڑ کر رکھ دیا اور اس میں رد و بدل کر دیا اور یہ جتلانے کے باوجود اس میں آئے دن تحریف و تبدیلی کرتی اور یہ ڈاکہ دن دہاڑے دنیا کی نظروں کے سامنے ڈالتی رہتی ہے اور پھر اس پر پردہ ڈالنے کے لئے طرح طرح کے حیلے اور مکاریاں کرتی رہتی ہے وہ قوم بھلا دوسرے مذاہب کی کتب سے کب منصفانہ سلوک کر سکتی ہے۔

عیسائی رسالہ "ھما" لکھنؤ میں جو مضمون ایک پادری کی کتاب سے قرآنی اعجاز کے خلاف دہرایا جا رہا ہے وہ بھی اسی نوع کا ہے۔ بڑے بڑے پادری صاحبان جب اسلام و قرآن کریم کے خلاف لکھنے لگتے ہیں تو وہ حضرت مسیح کی تعلیم کو پس پشت ڈال کر خلافِ واقعہ باتیں بے جھجک لکھتے جاتے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتے ہیں کہ وہ جو کچھ اسلام پر اعتراضات اپنی سیاسی پالیسیوں کے تحت کر رہے ہیں، اُن کا رد تو وہیں موجود ہوتا ہے۔ مگر اُن کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ دنیا ان کو ملامت کرے گی خواہ آپ اُن کی بد دیانتیوں کا پردہ چاک کرتے چلے جائیں وہ اپنی دھن میں محو ہو کر اپنا راگ الاپتے چلے جاتے ہیں۔ اور دوسروں کی باتوں کی ذرہ بھر بھی پرواہ نہیں کرتے۔ ہم نے کئی دفعہ اُن کے ان ہتھکنڈوں کا ذکر کیا ہے مگر وہ ذرا بھی ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ اور اپنی روش اور پالیسی پر گامزن رہتے ہیں۔ پادری برکت اللہ صاحب ایم۔ اے جیسے مشہور مصنفین کا یہی شیوہ چلا آتا ہے۔

رسالہ "ھما" والے مضمون میں کہا گیا ہے کہ قرآن کریم نے کبھی بھی فصاحت و بلاغت کی بے مثلیت کا دعویٰ نہیں کیا اور یہاں تک لکھ دیا ہے کہ فاتوا بسورۃ من مثلہ والے چیلنج والی آیات سب کی سب مدنی ہیں۔ مکہ میں یہ چیلنج پیش نہیں کیا گیا تھا۔ کیونکہ بانیٔ اسلام علیہ السلام کو وہاں جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ حالانکہ جیسا کہ گزشتہ مضمون میں مکرم ایڈیٹر صاحب بدر نے توجہ دلائی تھی، ان میں ایک آیت مکی بھی ہے۔ باوجود جانی خطرات کے یہ چیلنج وہاں دوہرایا جاتا رہا ہے۔ یہ ہے پادریوں کی دیدہ دلیری کی ایک نمایاں مثال۔

اب آیئے اس امر کی طرف کہ قرآن کریم نے اپنے چیلنج والی آیات میں کس امر میں مقابلہ کا چیلنج دے کر بار بار للکارا ہے۔ اور کس امر میں مخالفین چودہ سو سال سے لاجواب چلے آ رہے ہیں اور قرآنی اعجاز پر باوجود اعتراضات کی بوچھاڑ کے مہرِ تصدیق ثبت کرتے آ رہے ہیں۔ اور اس پہلو سے خاموش رہ کر قرآن کریم کی عظمت کا اعتراف زبانِ حال سے کرتے چلے آتے ہیں۔

سو واضح رہے کہ قرآن کریم نے کسی ایک معیّن بات کی تعیین اپنے چیلنج میں نہیں فرمائی بلکہ اس چیلنج کو عام رکھا ہے۔ ظاہر ہے کہ قرآن کریم کا ایک ظرف ہے۔ اور ایک مظروف۔ یعنی ایک طرف اس کی عربی زبان ہے۔ اور دوسری طرف اس میں بیان شدہ ہدایت اور تعلیم اپنی کامل جامع اور عالمگیر صورت میں پیش کی گئی ہے۔ اور چیلنج میں کسی خاص ملک یا قوم کی بھی تعیین نہیں۔ اور نہ کسی خاص زمانہ کی تخصیص کی گئی ہے۔ بلکہ ان امور کی تعمیم بتاتی ہے کہ یہ چیلنج زبانِ عربی اور اس کی فصاحت و بلاغت و محاسن و صنائع و بدائع نیز اس کی ہدایت و تعلیم کی کاملیت، جامعیت اور ہمہ گیری سے تعلق رکھتا ہے نہ کہ ان میں سے صرف کسی ایک بات کے ساتھ۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ مخالفین میں سے بعض نے گو تمسخر کے طور پر ہی سہی اس کی فصاحت و بلاغت کو مدنظر رکھ کر بعض بیہودہ فقرات چست کئے تھے۔ جیسا کہ متنبیؔ شاعر کے بعض مشہور اشعار اس کا پتہ دیتے ہیں۔ اس نے قرآنی چیلنج کے سامنے بعض مقفیٰ فقرے لوگوں کو ہنسانے کے لئے پیش کئے اور اپنی بے بضاعتی کا ثبوت دیا تھا۔

ہم رسالہ "ھما" کے کارپردازوں کو چیلنج کرتے ہیں کہ قرآنی چیلنج والی آیات سے کسی میں بھی کسی پہلو سے تعیین و تخصیص دکھائیں مگر وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے تو کوئی تعیین کسی پہلو سے نہیں کی۔ اس کا چیلنج عام ہے۔ اس میں فصاحت و بلاغت بھی شامل ہے اور اس میں ہدایت و تعلیم کی خوبیوں اور محاسن کے جملہ پہلو بھی شامل ہیں۔ اس میں اہلِ عرب اور غیر اہلِ عرب بھی مخاطب ہیں۔ اس میں قیامت تک کے لئے چھوٹے بڑے، مرد و عورت اور عربی و غیر عربی سبھی جو مقابلہ پر آنا چاہیں مخاطب ہیں۔ اس چیلنج کے خطاب سے نہ کوئی بات باہر ہے اور نہ قوم، نہ فرد، نہ زمانہ۔ سبھی اس کے مخاطب ہیں۔ کہ وہ میدان میں نکل کر زور آزمائی کر دیکھیں کسی کو بھی کسی زمانہ میں بھرم نہ رہے۔ کیا ہم اُمید رکھیں کہ کوئی پادری ہمیں قرآن کریم سے اس چیلنج کا کسی بھی پہلو سے تخصیص و تعیین دکھا کر اپنی شرمندگی دور کرنے کی کوشش کرے گا۔؟ رہا یہ امر کہ سرسیّد نے لکھا ہے کہ یہ چیلنج ہدایت و تعلیم کے بارے میں ہے تو ہمارا سوال یہ ہے کہ اوّل تو اس نے فصاحت و بلاغت کے چیلنج سے انکار نہیں کیا۔ اور اگر کیا بھی ہو تو یہ اس کی نادانی ہے۔ اسے کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ اپنی علمی بے بضاعتی کی وجہ سے اس چیلنج کی تعمیم کو تعیین سے بدل ڈالے سرسیّد کی عربیّت و قرآن دانی کا پردہ تو ہمارے حضرت مسیح موعودؑ نے چاک کر کے رکھ دیا تھا۔ اور اسے قرآنی معارف کے بارے میں حضورؑ کے سامنے کبھی بولنے کی جرأت نہ ہوئی۔ ذرا آئینہ کمالاتِ اسلام اور برکات الدُّعاء وغیرہ کتب کو ملاحظہ کریں۔

پس سرسید کی بات کو بنیاد بنا کر اعتراض کرنا سخت جہالت ہے۔ قرآن کریم موجود ہے جو ڈنکے کی چوٹ سے اپنا اعلانِ عام ساری دُنیا میں دُہرا رہا ہے۔ اُسے پھر ایک نظر سے دیکھیں اور بتائیں کہ اس نے کب اور کس آیت میں اپنے چیلنج کو کسی ایک بات یا قوم میں محدود کیا ہے۔ اگر اس نے چیلنج کو عام رکھا ہے تو کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اُسے کسی ایک بات میں محدود کر کے اپنی جہالت کا ثبوت دے۔

قرآن کریم میں فصاحت و بلاغت کا دعویٰ

قرآن کریم کو کھول کر دیکھیں کہ کئی جگہ اس کے ذکر کے ساتھ صرف عربی کا لفظ موجود ہے۔ بلکہ اس کے ساتھ مُبِین کا لفظ بھی موجود ہے۔ سورہ نمل میں هٰذَا لِسَانٌ عَرَبِيٌّ مُّبِينٌ ہے۔ اور ایسا ہی سورۃ الشعراء میں بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ آیا ہے۔ یہ عربی کا لفظ اور لسان کا لفظ اور ان کے ساتھ مبین کا لفظ اس غرض سے لایا گیا ہے کہ یہ بتایا جائے کہ یہ قرآن ایسی عربی زبان میں ہے جو عرب کی اعلیٰ درجہ کی ٹکسالی زبان ہے۔ یہ کوئی معمولی زبان نہیں۔ سارے عرب میں سے حجاز کے علاقہ کی وہ زبان ہے جو نہایت اعلیٰ مرتبہ پر ہے۔ اور اپنی فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے دوسرے تمام علاقوں کی زبان پر فوقیت رکھتی ہے۔ اور یہ قرآن اسی میں اترا ہے۔ اور بے مثل ہے۔ کوئی اس کی زبان کی فصاحت و بلاغت و محاسن کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اہلِ زبان مشرک بھی اس کے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں کر سکتے اور نہ ہی کسی اور مذہب کا کوئی فرد خواہ عربی ہی کیوں نہ ہو، اس کے سامنے دم مار سکتا ہے۔ اور نہ کوئی غیر عربی شخص یا قوم عربی زبان سیکھ کر اور فصاحت و بلاغت میں کمال حاصل کر کے بھی اس کے چیلنج کی تاب لا سکتا ہے۔ خواہ وہ بڑی بڑی یونیورسٹیوں کا تعلیم یافتہ اور پروردہ ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کسی بھی مذہب کے فرد کو یہ گمان ہو کہ وہ ایسی طاقت و قدرتِ لسانی رکھتا ہے کہ وہ عربی میں کمال حاصل کر کے اس کی مانند کوئی سورت بنا کر اسے شکست دے سکتا ہے تو وہ بھی آزما دیکھے۔

قرآن کریم کی ان آیات کو اکبر مسیح معترض نے پہلا کیوں سامنے نہیں رکھا۔ اور ان کو پسِ پشت کیوں پھینک دیا۔ اس لئے کہ یہ آیات ڈنکے کی چوٹ سے فصاحت و بلاغت کا چیلنج پیش کر رہی ہیں۔ اس قسم کی واضح حقیقت سے آنکھیں موند لینا پادریوں کا شیوہ ہے۔

پادریوں سے ایک سوال

ہم پادری صاحبان سے دریافت کرتے ہیں، بالخصوص ایڈیٹر صاحب "ھما" سے کہ وہ ہمیں بتائیں کہ قرآن کریم میں مسیح کے لئے كَلِمَةُ اللّٰهِ و رُوحُ اللّٰهِ کے الفاظ کے ساتھ لَا تَقُولُوا ثَلٰثَةٌ کے الفاظ بھی آئے ہیں یا نہیں؟ اگر آئے ہیں تو کلمہ اور روح سے مراد مسیح کی خدائی کی تردید خود

ہے۔ پھر پادری برکت اللہ صاحب ایم۔اے دہلی۔ اور اُن کے "رئیس المناظرین" پادری عبدالحق صاحب جیسی بڑی شخصیتیں اخفاءِ حق سے کام لیتی ہیں۔ ایسا کیوں ہے؟ اور اگر پادری اکبر مسیح نے اخفاءِ حق سے کام لے کر دیانت داری کا خون کیا ہے تو یہ تو اس نے عیسائی پالیسی کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ بھلا خود ہی سوچئے کہ ایسی بے نظیر دیانت داری کا کس کے پاس جواب ہوسکتا ہے؟ واقعی وہ عیسائی بھائیوں کی طرف سے مبارکباد کے مستحق ہیں۔

آخر میں گزارش ہے کہ قرآن کریم کی عبارت اور حضرت بانی اسلام علیہ السلام کی زبان مبارک سے نکلی ہوئی عبارات دنیا کے سامنے ہیں۔ دونوں میں نمایاں فرق موجود ہے۔ قرآن کریم کے متعلق ظاہر ہے کہ وہ آپ کی اپنی زبان نہیں۔ بلکہ اس کے پیچھے خدا بول رہا ہے اور جس طرح قانونِ قدرت کی ہر چیز بے نظیر ہے۔ کوئی انسان اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ اسی طرح قرآن کریم جیسی عبارت بھی کوئی نہیں بنا سکتا۔ آپ لوگ عربی زبان کے ماہر بھی ہیں۔ قرآنی عبارت کا اُردو ترجمہ لیکر اس کا اپنی طرف سے فصیح و بلیغ عربی ترجمہ خود کرکے دیکھ لیں کہ آیا وہ قرآنی عبارت کی مثل ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسی صورت میں قرآن کریم کا اعجاز آپ پر اگر کھل سکتا ہے تو کم از کم آپ اس پہلو سے ہی اس کی شان کا اعتراف کرلیں تو یہ آپ کی بہادری ہوگی۔ مگر آپ لوگ یہ بھی تو کرنے کے لئے تیار نہیں۔

اعجاز المسیح الموعود

رہنے دیجئے اس امر کو۔ آیئے ذرا حضرت مثیلِ مسیحؑ کا اعجاز فصاحت و بلاغت جو قرآنی فصاحت و بلاغت کی تائید میں ہے اسے ملاحظہ فرمائیں۔ حضرت مثیلِ مسیحؑ نے عالمِ عیسائیت کو للکارا اور فصاحت و بلاغت کا نمونہ پیش کرکے انعامی چیلنج دیا کہ وہ آپؑ کے مقابلہ میں نور الحق کتاب کی نظیر پیش کریں۔ تو پادری صاحب کو پانچ ہزار روپے انعام دیا جائے گا۔ مگر پادری عماد الدین اور اس کے ساتھی پادریوں پر سکتے کا عالم طاری ہوگیا۔ اور کسی کو اس کتاب کی مثل لکھنے کی جرأت نہ ہوئی اور وہ کتاب لاجواب ہی رہی۔ ہم پادری صاحبان سے پوچھتے ہیں کہ یہاں اُن کو کیوں مقابلہ کی جرأت نہ ہوئی۔ جبکہ اُن کے لئے ہر قسم کی سہولتیں مہیا تھیں اور وہ ہر وقت اسلام کے مقابلہ کے لئے شیخیاں بگھارتے اور سب و شتم سے بھی کام لیتے رہتے تھے۔ آخر کونسا امر اُن کے راستہ میں مانع رہا؟

وہ امر یہی تو تھا کہ وہ خدا تعالیٰ کے مشیر کی فصاحت و بلاغت کے مقابلہ کی طاقت نہ رکھتے تھے۔ ایسی صورت میں حیلہ و بہانہ کے سوا اور کونسا راہِ فرار تھا؟

حضرت اقدسؑ نے فصاحت و بلاغت کے علاوہ یہ چیلنج بھی دیا کہ:-

"میرا خدا جو آسمان اور زمین کا مالک ہے میں اس کو گواہ رکھ کر کہتا ہوں کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اور وہ اپنے نشانوں سے میری گواہی دیتا ہے اگر آسمانی نشانوں میں کوئی میرا مقابلہ کرسکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر دعاؤں کے قبول ہونے میں کوئی میرے برابر اتر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر قرآن کے نکات اور معارف بیان کرنے میں کوئی میرا ہم پلہ ٹھیر سکے تو میں جھوٹا ہوں۔ اگر غیب کی پوشیدہ باتیں اور اسرار جو خدا کی اقتداری قوت کے ساتھ پیش از وقت مجھ سے ظاہر ہوتے ہیں ان میں کوئی میری برابری کرسکے تو میں خدا کی طرف سے نہیں ہوں۔"

"اب کہاں ہیں وہ پادری صاحبان جو کہتے تھے کہ نعوذ باللہ حضرت سید الوری محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کوئی پیشگوئی یا اور کوئی امر خوارق عادت ظہور میں نہیں آیا۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ زمین پر وہ ایک ہی انسانِ کامل گذرا ہے جس کی پیشگوئیاں اور دعائیں قبول ہونا اور دوسرے خوارق ظہور میں آنا ایک ایسا امر ہے جو اب تک امت کے سچے پیروؤں کے ذریعہ سے دریا کی طرح موجیں مار رہا ہے۔ بجز اسلام وہ مذہب کہاں اور کدھر ہے جو یہ خصلت اور طاقت اپنے اندر رکھتا ہے۔ اور وہ لوگ کہاں اور کس ملک میں رہتے ہیں جو اسلامی برکات اور نشانوں کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ اگر انسان صرف ایسے مذہب کا پیرو ہو جس میں آسمانی روح کی کوئی ملاوٹ نہیں تو وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے۔"

"مذہب وہی مذہب ہے جو زندہ مذہب ہو۔ اور زندگی کی روح اپنے اندر رکھتا ہو۔ اور زندہ خدا سے ملاتا ہو۔ اور میں صرف یہی دعویٰ نہیں کرتا کہ خدا تعالیٰ کی پاک وحی سے غیب کی باتیں میرے پر کھلتی ہیں اور خارقِ عادت امر ظاہر ہوتے ہیں بلکہ یہ بھی کہتا ہوں کہ جو شخص دل کو پاک کرکے اور خدا اور اس کے رسول سے سچی محبت رکھ کر میری پیروی کریگا وہ بھی خدا تعالیٰ سے یہ نعمت پائے گا۔ مگر یاد رکھو کہ تمام مخالفوں کے لئے یہ دروازہ بند ہے۔ اور اگر دروازہ بند نہیں ہے تو کوئی آسمانی نشانوں میں مجھ سے مقابلہ کرے۔ اور یاد رکھیں کہ ہرگز نہیں کرسکیں گے۔ پس یہ اسلامی حقیّت اور میری حقانیت کی ایک زندہ دلیل ہے۔"

(اربعین ۲۳ جولائی ۱۹۰۰ء صفحہ ۳-۴)

خاکسار راقم الحروف نے جناب طالب شاہ آبادی سابق ایڈیٹر "ھما" سے خط و کتابت میں مختلف امور ان کے سامنے پیش کئے تو انہوں نے لاجواب ہوکر جو چیٹھی ۲۲ نومبر ۱۹۶۶ء کو لکھی اس میں اعترافِ حقیقت کرتے ہوئے لکھا:-

"مرزا صاحب مرحوم کے ہم ہندوستانی مسیحیوں پر خصوصًا اور مسیحیت پر عمومًا بہت سے احسان ہیں۔ آپ اگر وہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرتے تو ہمارے خداوند یسوع کی ذات و شخصیت سے کروڑوں انسان ناواقف ہی رہتے۔ اب کم ازکم ہر احمدی ہمارے خداوند کے بارے میں خوب اچھی واقفیت رکھتا ہے۔ انجیل بھی پڑھتا ہے اور مسیحی لٹریچر بھی زیرِ مطالعہ رکھتا ہے۔ دوسری طرف مرزا صاحب مرحوم کے دعاوی کے پیشِ نظر ہر مسیحی اپنے مذہبی اعتقادات پر تجدیدِ نظر کرتا رہتا ہے۔"

(۲) — تبادلۂ خیالات کے دَوران میں انہوں نے خاکسار سے مدعی کے دعویٰ کی پرکھ و شناخت کے لئے نشانات کا مطالبہ کیا۔ جس پر خاکسار کی طرف سے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نشانات و تائیداتِ الٰہیہ کی چار لمبی اقساط جو بیس بیس اور تیس تیس صفحات پر مشتمل تھیں بھیجی گئیں۔ ان میں حضرت اقدس کے دیگر اہلِ مذاہب کو دیئے گئے چیلنجوں اور عبد اللہ آتھم صاحب والی پیشگوئی کی پوری تفصیل بھی دی گئی تھی۔ خاکسار کی طرف سے نشانات کی دوسری قسط ملنے پر انہوں نے اپنی چٹھی محررہ ۶/۶۷ 19 میں تحریر فرمایا:-

"واضح ہو کہ آپ کے محیّر العقول نشانات کی دوسری قسط مل گئی ہے .... آپ کا یہ نشانات والا مضمون سلسلہ وار زیرِ مطالعہ ہے۔"

موجودہ ایڈیٹر رسالہ "ھما" محترم مسٹر اڈلفی صاحب کو چاہیئے کہ وہ یہ قسطیں اُن سے لے کر مطالعہ فرمادیں تا اُن کی بھی آنکھیں کھلیں۔

حقیقت یہ ہے جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ ؎

صادق دل کو کثرتِ اعجاز کی حاجت نہیں
اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہے خوفِ کردگار

وصیّت نمبر ۱۹۰۰۹

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی شخص کو کسی وصیت کے متعلق کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو وہ اپنے اعتراض کی تفصیل سے دفتر ہذا کو تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر اطلاع دیں۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

میں شیخ ابراہیم ولد شیخ محمد علی۔ قوم شیخ۔ پیشہ ملازمت۔ عمر ۴۰ سال۔ پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ۔ ضلع پوری۔ صوبہ اڑیسہ حال موسیٰ بنی مائنز بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲/۶/۷۲ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ جائداد بصورت مکان و زمین کیرنگ میں تین بھائیوں میں مشترکہ ہے۔ اور ابھی تقسیم نہیں ہوئی۔ ان کی مالیت اندازاً ایک ہزار روپے اس وقت ہوگی۔ اس میں تیسرا حصہ میرا ہوگا۔ جب جائداد تقسیم ہوگی تو معیّن طور پر دفتر بہشتی مقبرہ کو اپنی جائداد اور مالیت سے مطلع کردوں گا۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ اس وقت میں ملازم ہوں اور مجھے ۲۴۸/- روپے ماہوار تنخواہ مل رہی ہے۔ اس آمدن کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت کرتا ہوں۔ جو ہر ماہ باقاعدگی سے ادا کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔ اگر میں کوئی روپیہ حصہ جائداد سے ادا کردیتا ہوں تو اس قدر روپیہ حصہ جائداد سے منہا کردیا جائے گا۔ میں اپنی آمدن میں کمی بیشی کی اطلاع بھی کرتا رہوں گا۔ ربّنا تقبّل منّا انّک انت السمیع العلیم۔

العبد: شیخ ابراہیم ۲/۶/۷۲ گواہ شد: مولوی عبدالحق ۲/۶/۷۲

جام نگر (گجرات) کا تبلیغی و تربیتی سفر

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی انچارج مبلغ صوبہ مہاراشٹر و گجرات

جام نگر صوبہ گجرات کے ایک دوست مکرم عثمان حسن سندھی صاحب عرصہ دراز سے مع اہل و عیال شمالی روڈیشیا میں (جو اب زمبیا کہلاتا ہے) رہتے تھے۔ تجارتی کاروبار کرتے تھے۔ صاحب جائیداد اور کافی اثر و رسوخ کے مالک تھے۔ وہ جماعت احمدیہ کے مبلغ جناب مولانا محمد منور صاحب کے ذریعہ احمدیت میں داخل ہو گئے۔ اور وصیت بھی کر دی۔ اور اپنا حصہ جائداد قریباً سترہ ہزار شلنگ تنزانیہ مشن کے تحت ادا بھی کر دیا۔

اس کے علاوہ مبلغ سلسلہ سے مل کر ۱۹۶۵ء میں TANGA میں اور بعد ازاں MOROGORA جو دار السلام سے ۱۲۵ میل دور زمبیا کی سڑک پر ہے۔ مسجد بنانے میں حصہ لیا۔ تبلیغی کاموں میں وہ مبلغ مقامی سے خوب تعاون کرتے رہے۔ مگر ملکی حالات ناساز گار ہونے کی وجہ سے مارچ ۱۹۶۹ء میں وہ اپنی بیوی اور بیٹی کے ہمراہ اپنے وطن جام نگر میں واپس آ گئے۔ مگر ان کے ایک ہی بیٹے مسٹر لیف عثمان صاحب مع اہل و عیال زمبیا میں ہی رہے اور کاروبار کر رہے ہیں۔ عثمان حسن صاحب سندھی بوڑھے اور بیمار تھے۔ وہ ہندوستان آنے کے معاً بعد مرکز قادیان سے اپنا رابطہ پیدا نہ کر سکے۔ البتہ چند ماہ قبل مکرم مولانا محمد منور صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم حیفا (اسرائیل) کے ذریعہ ان کا تعارف اور رابطہ مرکز قادیان سے پیدا ہوا تو مرحوم نے اپنے واجبات چندہ جات بھی ادا کر دیئے اور وصیت کی کہ ان کی وفات کے بعد ان کی نعش کو بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن کیا جائے۔ قریباً ایک ماہ قبل مجھے موصوف کے بارے میں علم ہوا تو میں نے ان سے خط و کتابت شروع کی۔ تو اس وقت وہ شدید علیل اور ہسپتال میں داخل تھے۔ کہ اچانک ۱۲ر اکتوبر ۱۹۷۲ء کو ان کی بیٹی محترمہ مریم صاحبہ کی طرف سے تار آیا کہ ان کے والد عثمان حسن صاحب فوت ہو گئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ وفات کے وقت مرحوم کی عمر قریباً ۷۴ برس تھی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس خادم اسلام سے میں ان کی زندگی میں ملاقات نہ کر سکا۔

چونکہ جام نگر میں کوئی اور احمدی نہ تھا اور نہ ہی قریب میں کوئی جماعت تھی اسلئے مرحوم کو حالات کی مجبوری سے بغیر تابوت کے ہی مکرانی قبرستان میں ان کے غیر احمدی دوستوں نے جنازہ پڑھ کر دفن کرایا۔ مرحوم کے حسن اخلاق اور دینداری کے ان کے غیر احمدی احباب مدّاح تھے۔ چونکہ مرحوم کا جنازہ پڑھنے والا وہاں کوئی احمدی نہ تھا اس لئے احباب سے درخواست ہے کہ مرحوم کا جنازہ غائب ادا فرما کر ان کی مغفرت اور بلندیٔ درجات کے لئے دعا فرما دیں۔

نظارت علیا اور نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان سے ارشاد آیا کہ میں جام نگر پہنچ کر مرحوم کی بیوہ اور بچی سے اظہار تعزیت کر دوں۔ اور ان کو حوصلہ اور تسلّی دلاؤں۔ اور خود مرحوم کی بیٹی مریم صاحبہ کی طرف سے بھی تار اور خطوط موصول ہوئے تھے کہ میں جام نگر آؤں۔ چنانچہ میں ۲۲ر اکتوبر کو جام نگر کے لئے روانہ ہوا۔

چونکہ صوبہ گجرات میں یہ میرا پہلا سفر تھا اسلئے میں نے اپنے ہمراہ تبلیغی لٹریچر لے لیا۔ اور دوسری طرف مکرم سیٹھ عبد اللطیف صاحب میمن (جو ہمارے انجمن میں کرایہ دار ہیں) سے جام نگر میں بعض احباب کے نام تعارفی خطوط لے لئے۔

۲۳ر اکتوبر کی شام کو احمد آباد پہنچا۔ اور سیٹھ عبد اللطیف صاحب کے عزیزان کے پاس قیام کیا۔ ان سے تعارف ہوا۔ تبلیغ کا موقعہ ملا۔ اور سلسلہ کا لٹریچر دیا۔ دوسرے روز ۲۴ر اکتوبر کو احمد آباد سے جام نگر شام کو پہنچا جناب عثمان حسن صاحب مرحوم کے مکان پر گیا۔ ان کی بیوی اور بچی سے مرحوم کی وفات پر اظہار تعزیت و ہمدردی کیا۔ مجھے حالات سن کر از حد خوشی ہوئی کہ مرحوم کی بیٹی مریم صاحبہ نے ناساز گار حالات میں غیر معمولی ہمت و استقامت کا ثبوت دیا۔ اور میرے جانے سے ان غمزدہ افراد کو حوصلہ و تسلّی ملی۔ مرحوم کے مزار پر جا کر ان کے لئے دعائے مغفرت بھی مانگی۔ میری آمد جام نگر کا سن کر مرحوم کے غیر احمدی رشتہ دار اور محلہ کے ذی اثر دوست بھی آتے۔ ان کو تبلیغ کا کافی موقعہ ملا۔ میرا قیام ایک ہوٹل میں تھا۔ وہاں کے مختلف ہندو اور مسلمان دوست ملاقات کے لئے آئے گفتگو کرنے کے علاوہ جماعت کا لٹریچر بھی مطالعہ کے لئے لے گئے۔

دورانِ قیام جام نگر سیٹھ ہر جیون باردان والا سے دو دفعہ ملاقات ہوئی۔ جماعت کا لٹریچر دیا۔ انہوں نے مرحوم عثمان حسن صاحب کے اہل و عیال کا خیال رکھنے کا وعدہ کیا۔ کہ ان کو کسی شر پسند کی طرف سے کوئی تکلیف نہ پہنچے۔

جام نگر میں مقامی میمن جماعت کے ذی اثر دوست مکرم عبد الشکور صاحب چولا سے بھی دو دفعہ ملاقات ہوئی۔ ان کی دوکان پر ۲۵ر اکتوبر کو دو دفعہ دو دو گھنٹہ کے لئے تبادلۂ خیالات کی مجلس قائم ہوئی۔ اور تبلیغ کا موقعہ ملا چونکہ گجرات کے علاقہ میں ہماری کوئی جماعت نہیں اس علاقہ میں احمدیہ لٹریچر بھی نہ پہنچا تھا یہ لوگ الّا ماشاء اللہ عقائد احمدیت سے ناواقف تھے۔ اس لئے ان احباب میں جماعت کا لٹریچر تقسیم کیا۔

ایک ہندو دوست جو سنٹرل بنک آف انڈیا میں کام کرتے ہیں انہوں نے میرے قیام کے دوران میری بہت رہنمائی اور مدد کی۔ وہ ہمارے عقائد خصوصاً ۲۵ر اکتوبر شب کے تبادلۂ خیالات سے بہت متأثر ہوئے۔ اور مزید لٹریچر کا مطالبہ کیا۔ جو ان کو اور دوسرے احباب کو بذریعہ بک پوسٹ روانہ کر دیا گیا ہے۔

۲۶ر اکتوبر کی صبح کو خاکسار جام نگر سے واپس احمد آباد کے لئے روانہ ہوا۔ اور احمد آباد میں چند گھنٹے قیام اور احباب سے ملاقات کرنے کے بعد اسی شب کو روانہ ہو کر ۲۷ر اکتوبر کی صبح کو بمبئی واپس پہنچ گیا۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ سفر تبلیغی اور تربیتی اعتبار سے کامیاب رہا۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عثمان حسن صاحب مرحوم کے اہل و عیال کا حافظ و ناصر ہو۔ نہ صرف جام نگر میں بلکہ گجرات کے علاقہ میں احمدیت کی مضبوط جماعتیں قائم کر دے تا لوگ حقیقی اسلام کے نور سے منور ہو کر دینی اور دنیوی ہر قسم کی ترقیات کے مستحق بن جائیں۔

اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔

اذکروا موتاکم بالخیر

بھائی اسرار محمد صاحب کی وفات

منشاءِ الٰہی جیسا کہ مقدر تھا اور ہمارے پیارے سے بڑے بھائی ہم سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو کر خدا کو پیارے ہو گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ ۱۹۲۰ء میں ہمارے والد محترم جناب عبد الواحد صاحب مرحوم کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ جب سے ہی ہمارا خاندان احمدیت کے رشتہ میں منسلک ہے۔ بھائی اسرار محمد صاحب بڑے بلند اخلاق کے مالک تھے۔ عوام سے نہایت درجہ خندہ پیشانی سے ملتے تھے اپنے اور غیر سبھی ان کے دلدادہ تھے۔ چندوں کے ادا کرنے میں پیش پیش تھے۔ چونکہ آپ جماعت احمدیہ راٹھ کے پریذیڈنٹ تھے اس لئے مرکز قادیان کی طرف سے جب بھی کوئی چندہ کی تحریک ہوتی تھی سب سے پہلے آپ لبیک کہتے۔ اور گھر میں بھی تحریک کرتے کہ سب الگ الگ اپنا اپنا چندوں کا وعدہ کریں۔ اور اس کی ادائیگی بھی خود کریں۔ چندوں کی ادائیگی کرنا اپنا فرضِ اولین سمجھتے تھے کاروبار کے سلسلہ میں جب بھی کوئی مشکل پیش آتی آپ فوراً چندوں کی تحریک کرتے اور مرکز قادیان چندہ بھجواتے۔ آپ میں تبلیغی جوش حد درجہ تھا۔ باوجودیکہ دوکان پر آپ کی بہت مصروفیت تھی مگر آپ کی خندہ پیشانی اور خوش خلقی اور منکسر المزاجی کی وجہ سے بلا امتیاز مذہب و ملت لوگ آپ کا احترام کرتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جملہ کتب آپ کے پاس تھیں۔ آپ نے ان کا اکثر مطالعہ کیا۔ تبلیغ کے وقت اکثر اوقات انہی کتب سے حوالہ دیتے اور حضور اقدس کی تعلیم کو مؤثر رنگ میں پیش کرتے۔

آپ کو عرصہ چھ سال سے بلڈ پریشر کی تکلیف تھی۔ کمزوری کی وجہ سے سفر کرنا مشکل تھا مگر جلسہ سالانہ قادیان میں شرکت کرنا اپنا اوّلین فرض سمجھتے تھے۔ احمدیت کی برکت کی وجہ سے آپ غیروں میں بہت مقبول تھے۔ متقی۔ پرہیزگار۔ ہر دلعزیز تھے۔ مہمان نوازی کا وصف آپ میں حد درجہ تھا۔ شہر و دیہات کے لوگ آپ پر بہت اعتبار کرتے۔ اکثر رقوم آپ کے پاس بطور امانت رکھ جاتے تھے۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ جس نے بھی رقم جمع کروائی ہے اس کا نام اس رقم پر لکھ دیتے تھے۔ اور مجھے تاکید کرتے کہ یہ لوگوں کی امانت ہے۔ خواہ ہمیں کتنی بھی ضرورت پڑے اس امانت میں سے ایک پیسہ بھی خرچ نہ کیا جائے۔ آپ گھر میں نماز باجماعت ادا کرتے درس و تدریس اور خطبہ جمعہ آپ رقت آمیز الفاظ میں دیتے۔ باقاعدہ تہجد گزار تھے۔ آپکی پیدائش ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۷ء میں ہوئی اور وفات ۳۰ر ستمبر ۱۹۷۲ء بوقت صبح ۹ بجے ہوئی۔ چونکہ آپ عوام میں ہر دلعزیز تھے اس لئے آپ کی وفات کی خبر سنتے ہی تمام بازار بند ہو گیا اور اظہار تعزیت کیلئے آنیوالوں کا تانتا بندھ گیا۔ اور بڑی کثیر تعداد میں لوگوں نے آپ کے جنازہ میں شرکت کی۔ چونکہ آپ موصی تھے اس لئے امانتاً آپ کو دفن کیا گیا۔ آپ نے اپنے پیچھے ایک اہلیہ دو لڑکے اور چار لڑکیاں چھوڑی ہیں۔ احباب کرام اور بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ مرحوم کو اعلیٰ علیّین میں مقام عطا فرمائے۔ اور ہم سب کو صبر جمیل کے ساتھ اس صدمہ کو برداشت کرنے کی توفیق دے اور ہمیں بھی مرحوم کے نقوشِ قدم پر چلنے کی سعادت بخشے آمین ۞

خاکسار: انوار محمد احمدی۔ جماعت احمدیہ راٹھ۔ ضلع ہمیر پور (یو۔پی)

مجالس اطفال الاحمدیہ و خدام الاحمدیہ کبیرا ڈائمنڈ ہاربر کے دو جلسے

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ کبیرا کا ایک مشترکہ اجلاس بتاریخ ۲۵ را کتوبر زیر صدارت جناب سید کریم بخش صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ منعقد ہوا۔ مجلس اطفال الاحمدیہ کے جلسہ میں تلاوت قرآن کریم عزیز عبد المنان نے کی اور عہد نامہ عبد السلام صاحب نے دوہرایا نظم عزیز عبد الودود نے پڑھی۔ عزیز سیف الدین رکن مجلس اطفال الاحمدیہ نے ارکان اسلام پر ایک تقریر کی۔ اور آخر میں مکرم مولوی نامدار علی صاحب کی تیار کی ہوئی ایک پُر لطف نظم عزیز عبد المنان نے خوش الحانی سے سنائی۔

اسی روز مجلس خدام الاحمدیہ کا اجلاس بھی تلاوت قرآن مجید سے شروع ہوا ابو محمد شہید اللہ صاحب نے کی۔ اور قائد مجلس عبد الخطیب صاحب نے عہد نامہ دوہرایا۔ نظم عبد الحنان صاحب نے سنائی۔ سابقہ اجلاس کی رپورٹ جناب امین علی صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ "کبیرا" نے سنائی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر محمد شہید اللہ صاحب سیکرٹری تنظیم نے وفات عیسیٰ کے عنوان سے کی جس میں موصوف نے قرآن و حدیث کے حوالے اور حضرت مسیح علیہ السلام کے اقوال پیش کرتے ہوئے اپنے مضمون کو واضح کیا۔ اسی سلسلہ میں سورت صف میں بیان شدہ اسمہ احمد والی پیشگوئی کا ذکر کیا۔ اور بتایا کہ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام غیر احمدیوں کے خیال کے مطابق تاحال زندہ ہیں تو یہ بھی ماننا پڑیگا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئی کے مطابق ابھی تک احمد رسول بھی مبعوث نہیں ہوئے جس کے مصداق حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ قرآن کریم کے الفاظ صریح طور پر بتا رہے ہیں کہ "میرے بعد [illegible] نئے رسول آئیں گے۔ اگر ایسا تسلیم [illegible] جائے تو یہ بات تو عیسائیت [illegible] جاتی ہے۔ اور اس سے عیسائیت [illegible] ہوتی ہے۔ دوسرے نمبر پر جناب [illegible] نے بھی بعنوان ختم نبوت [illegible]۔ آپ نے بتایا کہ جس صورت [illegible] بیمار لوگوں کو خدا تعالیٰ [illegible] جانے سے روکنے کے لئے [illegible] وقت پر مبعوث ہوئے تو کیا [illegible] اس وقت جبکہ اسلام [illegible] مذاہب اس واضح ضرورت سے صرف نظر کر دے۔ اور اپنے فرستادوں کو دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث نہ کرے۔ بالخصوص جبکہ دنیا کو اس کی بڑی ضرورت ہے۔ حتیٰ کہ خود مسلمان کہلانے والے بھی جادۂ اعتدال سے منحرف ہو چکے ہوئے ہیں۔

بعد ازاں مکرم عبد الحمید صاحب سیکرٹری تبلیغ نے بنگالی میں ایک نظم خوش الحانی سے سنائی۔ تیسری تقریر عبد الرؤف صاحب نے "وقت کی قدر و قیمت اور خدام الاحمدیہ" کے عنوان پر کی۔ اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشادات کے حوالے پڑھ کر سنائے۔

ازاں بعد عبد الحمید صاحب نے دوسری بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ملفوظات پڑھ کر سنائے۔

اس موقعہ پر خاکسار نے [illegible] خدام کو زیادہ مستعدی سے اپنے پروگرام کو جاری رکھنے کی تلقین کی۔ تا بڑے ہو کر آپ لوگ احمدیت کی بہتر رنگ میں خدمت کر سکیں۔

آخر میں صدر جلسہ محترم سید کریم بخش صاحب نے اطفال اور خدام کی کارگزاری پر اظہار خوشنودی فرماتے ہوئے اپنی جیب خاص سے جماعت کبیرا کی مقامی ضروریات کے لئے مبلغ دس روپے عنایت فرمائے آپ ہی نے آخری دعا کرکے جلسہ کے برخواست ہونے کا اعلان فرمایا۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

خاکسار: محمد مشرق علی مُلّا
سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ کلکتہ

درویش فنڈ

وہ خوش قسمت احباب جنہوں نے اپنے محبوب آقا کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے قدردانی اور محبت کے جذبات کے ساتھ اپنے درویش بھائیوں کی مدد فرمائی ہے اللہ تعالیٰ ان کے مال میں برکت دے آمین۔

اہل ثروت احباب کے علاوہ باقی دوست بھی صرف -/۱۲ روپے سالانہ ادا کرکے اپنے امام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اس مقدس تحریک میں شامل ہو سکتے ہیں۔

جن مخلصین نے درویش فنڈ میں وعدے کر رکھے ہیں وہ جلد ادائیگی کرکے ممنون فرمائیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

مختلف مقامات پر ہفتہ تحریک جدید

از محترم ملک صلاح الدین صاحب وکیل المال تحریک جدید۔ قادیان

ار تا ۸ راخاء (اکتوبر) کے ہفتہ تحریک جدید میں وکالت مال تحریک جدید کی تحریک پر بھارت کی جماعتوں نے چندہ تحریک جدید کی وصولی کے لئے خاص توجہ سے کام کیا۔ فجزاہم اللہ احسن الجزاء۔ موصولہ چندہ سے اس امر کا علم ہوا۔ گو رپورٹ کے طور پر صرف چند ایک جماعتوں نے اطلاع دی جس کا ذیل میں ذکر کیا جاتا ہے:-

(۱) — قادیان میں متعدد خطبات جمعہ میں اس بارے میں تحریک کی گئی۔ اور عہدیداران مقامی مکرم حکیم بدر الدین صاحب عامل و مکرم چوہدری سکندر خان صاحب سیکرٹری تحریک جدید کی مساعی سے ایک جلسہ منعقد ہوا۔ اور انفرادًا بھی انہوں نے پوری تندہی سے کام کیا۔ اور اب نئے سال کے وعدے حاصل کئے جا رہے ہیں۔ علاوہ ازیں محترمہ صادقہ خاتون صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ مقامی کے ذریعہ بجنات کا ایک جلسہ بھی منعقد کیا گیا۔ اور پھر انہوں نے بمعیت سیکرٹری مال محترمہ امۃ الرحمٰن صاحبہ گھر گھر جاکر وصولی کی۔ اور نئے سال کے وعدہ جات حاصل کئے

(۲) — صالح نگر (ضلع آگرہ) معلم وقف جدید مکرم محمد بشیر خان صاحب اور عہدیداروں نے تحریک کرکے وعدے لئے۔

(۳) — رشی نگر (ضلع اننت ناگ۔ کشمیر) بمعاونت مکرم مولوی سلطان احمد صاحب ظفر و مکرم مولوی مظفر احمد صاحب مبلغین۔ مکرم عبد السلام صاحب لون سیکرٹری مال و عہدیداروں نے ہفتہ تحریک جدید منایا۔ اور معقول رقم مرکز میں بھجوائی۔

(۴) — حیدر آباد۔ مکرم محمد احمد صاحب غوری سیکرٹری مال نے وصولی کے لئے بہت کوشش کی اور مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل مبلغ نے خطبہ جمعہ میں اور لجنہ اماء اللہ کے اجلاس اور مجلس خدام الاحمدیہ کے اجلاس میں بھی خصوصی توجہ دلائی۔ محترمہ صدر صاحبہ لجنہ و محترمہ جنرل سیکرٹری صاحبہ لجنہ نے ایک دن گھر گھر جاکر اس بارے میں کام کیا۔

(۵) — سرینگر۔ مکرم مولوی غلام نبی صاحب نیاز اور عہدیداروں کی توجہ سے تمام کمانے والوں نے اس چندہ میں شرکت کی — (۶) — اڑیسہ کے مقامات کرڈاپلی اور کیندرد پاڑہ مبلغ یادگیر مکرم مولوی عبد الحلیم صاحب گئے ہوئے تھے۔ انہوں نے وہاں بذریعہ تقاریر توجہ دلائی۔ (۷) — ننگر گڑھ میں ہفتہ تحریک جدید منایا گیا۔ (رپورٹ مکرم داؤد احمد صاحب صدر جماعت) وہاں سے چندہ بھی وصول ہوا ہے — (۸) — کلکتہ: مسجد احمدیہ میں زیر صدارت مکرم ماسٹر مشرق علی صاحب ایم۔اے منعقدہ جلسہ کا آغاز مکرم میاں منیر احمد صاحب باقی کی تلاوت قرآن مجید اور اطفال میں سے ایک عزیز مصلح الدین سعدی صاحب کی نظم خوانی سے ہوا۔ بعد ازاں مکرم الحاج منشی محمد شمس الدین صاحب نے شرح و بسط سے تحریک جدید کے بارے میں روشنی ڈال کر تلقین کی کہ تمام افراد اس مبارک تحریک میں شمولیت کریں۔ پھر مکرم محمد عبد اللہ صاحب قائد مجلس اطفال الاحمدیہ نے اطفال کو تحریک جدید کے اصولوں پر پابند رہنے کی اپنی تقریر میں توجہ دلائی۔ پھر مکرم فرید الدین صاحب و مکرم غلام نبی صاحب نے اور جلسہ کے اختتام پر مکرم شمس الدین صاحب جیلر نے نظمیں پڑھیں۔ مکرم صاحب صدر نے اپنی تقریر میں تحریک جدید کے اعلیٰ ثمرات۔ تراجم قرآن مجید۔ اور بیرونی ممالک میں مشنوں کے قیام اور تعمیر مساجد کا ذکر کیا۔ اور مسٹر فلپ ہاورڈ کے ٹائمز آف لنڈن میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی لندن میں تشریف آوری کے موقعہ پر شائع شدہ مضمون کا اقتباس سنایا۔

(۹) — بمبئی: الحق بلڈنگ میں زیر صدارت مکرم محمد سلیمان صاحب جلسہ کا انعقاد ہوا۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم وغیرہ کے بعد مکرم پی عبد المجید صاحب نے ملایالم زبان میں تقریر کی۔ بعدہٗ مکرم بشیر محمد خان صاحب نے تحریک جدید اور اس کی اہمیت کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ آخر میں مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی نے تفصیل سے تحریک جدید کا پس منظر اور اہمیت بیان کی اور بعد دعا جلسہ برخواست ہوا۔ علاوہ ازیں احباب جماعت سے مل کر چندوں کی فہرست بنائی۔ اور چندوں کی وصولی پر زور دیا — (۱۰) — مندرجہ ذیل جماعتوں کے آمدہ چندوں سے معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے توجہ کی ہے:- (۱) - اڑیسہ: کٹک شہر اور ایم پی کٹک۔ کیرنگ۔ بھدرک۔ کرڈاپلی۔ چودوار۔ نشنو۔ پرھنی۔ چہدہ کلاش۔ سورو — ۲۔ (بہار)۔ اردل۔ اورین۔ موہنی مائنز۔ (۳) - بمبئی شہر۔ (۴) - کیرالہ: پالگھاٹ۔ کالیکٹ۔ کوڈیاتھور۔ کوٹار۔ کرولائی۔ کینانور۔ (۵) - مدراس شہر۔ (۶) - میسور: بنگلور۔ ساگر۔ شیموگہ۔ (۷) - (یوپی) بنارس اور جھلاواں۔ اللہ تعالیٰ سب کے اموال قبول فرمائے اور دیگر احباب کو بھی اپنی ذمہ داری نبھانے کی توفیق دے۔ آمین

ماریشس میں خدام الاحمدیہ کے نویں سالانہ تربیتی کیمپ کا انعقاد

بقیہ صفحہ اوّل

سیکرٹری آف یونیسکو نے تقریر کی اور قومی اور ملکی معاملات میں غور و فکر سے حصہ لینے کی تلقین کی نیز موضوع سے متعلق خدام کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔

اس سلسلہ کی آخری تقریر ڈیوک آف اڈنبرا ایوارڈ ڈیسکیم کے موضوع پر مسٹر J. Allet نے کی یہ تقریر بھی نوجوانوں کے لئے مہماتی اسپرٹ پیدا کرنے کی وجہ سے بہت دلچسپ ثابت ہوئی۔

۸ راگست کو Saving Life کے موضوع پر مسٹر Mario Ambroisine نے نہایت اہم معلومات فراہم کیں۔ بعد ازیں انہوں نے سمندر میں عملی مظاہرے کے ذریعہ خدام کو بتایا کہ کس طرح مختلف طریقوں سے ڈوبنے والے شخص کو بچایا جا سکتا ہے۔ اور کون کونسی احتیاطی تدابیر ہیں جن پر عمل کرنا از حد ضروری ہے۔

تقسیم انعامات کی تقریب اور وزیر یوتھ آنریبل لسنٹ رائے کی آمد

۱۲ راگست کا روز کیمپ کے جملہ ممبران کے لئے بے حد مصروفیت کا دن تھا۔ ایک طرف خدام ماحول کی صفائی۔ خیمہ جات کی تزئین و آرائش میں مشغول تھے تو دوسری طرف ناظمین معزز مہمانوں کا استقبال کرنے اور دیگر ضروری امور کی انجام دہی میں مصروف تھے۔ اس تقریب پر دعوتی کارڈوں کے ذریعہ ملک کے بہت سے معززین کو مدعو کیا گیا تھا۔ چنانچہ مختلف ملکوں کے سفراء اور ان کے نمائندگان نے اس تقریب میں شرکت کی۔ قائمقام سفیر روس، چین اور انڈیا کے سفارتخانوں کے نمائندے وقت پر پہنچ گئے۔ ۲ بجے آنریبل لسنٹ رائے یوتھ و سپورٹس منسٹر ہمارے کیمپ میں تشریف لائے۔ مکرم مشنری انچارج صاحب اور کیمپ وارڈن برادرم عزیز تیجو صاحب نے معزز مہمان کا استقبال کیا۔ اس تعارفی ملاقات کے بعد مکرم وزیر صاحب موصوف اور سفارتی نمائندوں نے مکرم مشنری انچارج صاحب کی معیت میں سب خیمہ جات کا معاینہ کیا اور جملہ خدام و اطفال سے مصافحہ کیا۔ "بلال" خیمہ اپنی خوبصورتی، صفائی، تزئین اور نمائش کے لحاظ سے سب خیموں پر فوقیت رکھتا تھا۔ اس لئے وہ مہمانوں کے لئے بہت جاذب نظر تھا۔ گزشتہ ہفتہ کے مقابلہ جات میں اس خیمہ کے ممبران نے سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے تھے۔ سبھی مہمان منارۃ المسیح اور بعض دیگر نقشہ جات کو دیکھ کر خوش ہوئے۔ معاینہ کے بعد تقسیم انعامات کی تقریب کا آغاز ہوا۔ مکرم احمد علی بخش صاحب نے نہایت خوش الحانی کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کی۔ بعد ۂ مکرم مولانا قریشی محمد اسلم صاحب مبلغ انچارج ماریشس نے اپنے استقبالیہ خطاب میں احمدیہ یوتھ (خدام الاحمدیہ) کی بنیاد، اس کے مقاصد اور ان کے عملی حصول کی تفصیل بیان کی۔ بعد ازیں ناظم شعبہ تعلقات عامہ مکرم برادرم حسن پدھن صاحب نے تربیتی کیمپ کی مفصل رپورٹ پیش کی۔ جس میں کیمپ کی جملہ مصروفیات کا ذکر کیا اور جملہ سرکاری و غیر سرکاری معاونین کا تہ دل سے شکریہ ادا کیا۔

بعدہٗ وزیر موصوف نے انعامات تقسیم کئے۔ قلت وقت کے باعث ہر خیمہ کے جملہ انعامات کیپٹن کو دے دیئے گئے۔ تقسیم انعامات کے بعد آنریبل منسٹر صاحب نے مجلس خدام الاحمدیہ ماریشس کو زبردست خراج تحسین پیش کرتے ہوئے فرمایا:-

"میرے لئے یہ امر بڑی خوشی اور عزت افزائی کا موجب ہے کہ خاکسار کو آج احمدیہ یوتھ کے نویں سالانہ کیمپ کی تقسیم انعامات کی تقریب کے موقعہ پر مدعو کیا گیا ہے۔ احمدیہ یوتھ کی تنظیم ہمیشہ سے نوجوانوں کے سوشل کاموں میں صف اول میں رہی ہے۔ مسجد دار السلام کی پُر شکوہ عمارت جو کلیۃً اس کے ممبران کی رضا کارانہ خدمت کے جذبہ کے نتیجہ میں تعمیر ہوئی اس بات کا زندہ ثبوت ہے کہ اگر نوجوانوں کی صحیح معنوں میں تربیت اور راہنمائی کی جاسکے تو وہ کیا کچھ کر سکتے ہیں۔ آپ کے سالانہ کیمپ نے مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں کے لئے اس خوبصورت اور پُر سکون فضا میں ایک ہفتہ اکٹھے رہنے اور بہتر رنگ میں ایک دوسرے کو جاننے پہچاننے کے لئے ایک شاندار موقعہ مہیا کیا ہے۔"

ورزشی مقابلہ جات پر اظہار مسرت کرنے کے بعد آخر میں جناب وزیر موصوف نے پُر زور لہجہ میں کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ نوجوان زیادہ مستعدی سے ملکی امور میں حصہ لیں۔ مجھے یہ خوشی ہے کہ احمدی نوجوان اپنے اس منصبی فرض سے بخوبی آگاہ ہیں۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی بھر پور کوشش کر رہے ہیں۔ میں اس کیمپ کے منتظمین کو جنہوں نے اپنی بے انتہا جدوجہد سے اس کامیابی کو یقینی بنایا ہے دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔"

اس کے بعد جملہ معزز مہمانوں اور حاضرین کی تواضع کی گئی۔ اور سوئنیر میگزین کی ایک ایک کاپی پیش کی گئی۔ جو انہوں نے شکریہ کے ساتھ قبول کی۔ تقسیم انعامات کی تقریب کے اختتام پر جملہ سفارتی نمائندوں اور دیگر معزز مہمانوں نے وزیٹر بک پر اپنے تأثرات کا اظہار کیا جس میں کیمپ کے انعقاد پر مبارکباد پیش کی گئی بعض اعلیٰ تاثرات بذریعہ خطوط بھی ہمیں وصول ہوئے چنانچہ مسٹر جی۔ ایم۔ بیبرکس پریذیڈنٹ ماریشس نیشنل یونین آف یوتھ نے لکھا:-

"نیشنل یونین آف یوتھ کے چیرمین کی حیثیت سے اور یوتھ کیمپ کے انعقاد میں ایک لمبا تجربہ رکھنے کے لحاظ سے میں آپ کے سالانہ تربیتی کیمپ سے گہرے طور پر متاثر ہوا ہوں۔ میں یہ بیان کرتے ہوئے فخر محسوس کرتا ہوں کہ احمدیہ یوتھ کیمپ ایسا مثالی کیمپ ہے جس کی دوسرے نوجوانوں کو حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ میں اس کیمپ کے منتظمین کیلئے نیک تمناؤں کا اظہار کرتا ہوں۔ آپ کا یوتھ میگزین نوجوانوں کے لئے ترقی اور امن کے صحیح راستے کی طرف راہنمائی کا کام دے گا۔ میں اس کیمپ کو منعقد کرنے والے جملہ منتظمین ممبران اور معاونین کو اس کامیابی پر دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب پر فضل نازل فرمائے آمین۔"

تقسیم انعامات کی تقریب میں ریڈیو۔ ٹیلی ویژن اور اخبارات کے نمائندے بھی مدعو تھے چنانچہ کیمپ کے مختلف مناظر۔ وزیر موصوف کا خیموں کا معاینہ کرنا۔ تقسیم انعامات کی تقریب۔ اور نماز ظہر و عصر باجماعت پڑھنے کا منظر۔ ہوا میں لہراتے ہوئے خدام الاحمدیہ اور ماریشس کے جھنڈے۔ تقریباً چار منٹ تک مختصر تبصرے کے ساتھ ٹیلی ویژن پر دکھائے گئے۔ یہ پروگرام ۱۵ راگست کو انگریزی اور فرنچ خبروں کے دوران سب سے پہلی نیوز کے طور پر دکھایا گیا۔ اسی طرح ریڈیو ماریشس پر بھی یہ خبر ہندوستانی۔ انگلش اور فرنچ خبروں میں تفصیل سے نشر کی گئی۔ اور یوں خدام الاحمدیہ کا یہ تربیتی پروگرام ہزاروں لوگوں نے اپنے اپنے گھروں میں دیکھا اور اس سے بہت متاثر ہوئے۔ الحمد للہ۔ ہمارے یوتھ کیمپ کی مفصل رپورٹ بعض اخبارات میں جن میں Le Mauricien اور ماریشس ٹائمز شامل ہیں شائع ہوئی۔

اس تربیتی کیمپ کے سلسلہ میں جماعت کے بہت سے دوستوں نے قابل ستائش تعاون کیا۔ جن میں مکرم بھائی عبد الرؤف سوکیہ صاحب اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس بالخصوص قابل ذکر ہیں۔ فجزاھم اللہ۔

۱۴ رتاریخ کی صبح ہماری واپسی کا دن تھا۔ سبھی خدام جدائی محسوس کر رہے تھے۔ بالآخر دُعا کے ساتھ اللہ اکبر اور احمدیت زندہ باد کے نعرے فضاؤں میں بلند کرتے ہوئے واپس عازم سفر ہوئے۔ آخر میں احباب جماعت سے درخواست ہے کہ اللہ ہمارے نوجوانوں کو اسلام کی حقیقی تعلیم پر عمل کرنے کی توفیق دے اور خلافت حقہ کی راہنمائی میں سلسلہ عالیہ کی بہترین خدمت کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

عید الفطر ...... بقیہ اداریہ صفحہ (۲)

پھر عید الفطر کے موقعہ پر خوشی اور مسرت ہر شخص کے اپنے اپنے دائرہ اور ظرف کے مطابق ہی زیادہ ہوتی ہے۔ روزہ دار نے جس قدر روزہ کے تقاضا اور اس کی شرائط کو پورا کرنے کا التزام کیا اسی قدر یوم الفطر کے موقعہ پر اُسے خوشی اور مسرت بھی نصیب ہوتی ہے۔ اس طرح قومی خوشی کے ساتھ ساتھ ہر روزہ دار کو انفرادی خوشی اور فرحت بھی میسر آتی ہے۔ جو عید کو دوچند کر دیتی ہے۔ انسان کے اسی طرح کے بشری تقاضوں کا احساس حضرت شارع علیہ السلام کے اس ارشاد سے بھی معلوم ہوتا ہے جو روزہ کی افطاری کے سلسلہ میں آیا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا ہے:-

لَا یَزَالُ النَّاسُ بِخَیْرٍ مَا عَجَّلُوا الْفِطْرَ ـــــ (متفق علیہ)

جب تک لوگ افطار میں جلدی کرتے رہیں گے وہ خیر و برکت سے وافر حصہ پاتے رہیں گے۔ دیکھئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے غروب آفتاب کے ساتھ ہی بہت جلد روزے کی افطاری کے التزام کو عام لوگوں کی خیر و برکت سے وابستہ قرار دیا ہے۔ اگرچہ اس ارشاد نبویؐ کے اور بھی بہت سے مفہوم اور مطالب ہیں۔ مگر ہمارے نزدیک سر فہرست انسان کے بشریت کے ہی پہلو کو اس جگہ زیادہ اُجاگر کیا جا کر خالق فطرت نے اسلامی احکام میں اس کا بڑا ہی لحاظ رکھا ہے۔ اور آپؐ نے روزہ کے جلد افطار کی خاص تاکید فرمائی ہے۔ اگر اس جگہ یہ پہلو نہیں تو افطار کے جلد کرنے کو لوگوں کی خیر و برکت سے جوڑ دینے کا کوئی خاص مطلب معلوم نہیں ہوتا ہے۔

پس یہ ہے اسلام کے تہوار عید الفطر کے اہم پیغام کی کسی قدر تفصیل اور اس پیارے نام میں انسان کی بشریت کے اہم پہلوؤں کی عملی رنگ میں عکاسی کا بیان!! اللہ تعالیٰ سب مومنوں کو عید کا دن مبارک کرے اور انہیں توفیق دے کہ زندگی کے باقی ایام میں بھی اسی کے تقاضوں کو پورا کرتے رہیں۔ اور یہ سب کچھ اسی کی دی ہوئی توفیق اور اس کے فضل پر منحصر ہے۔ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا ھُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ!!

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور ان کا تزکیہ نفس کرتی ہے

آپ کا چندہ اخبار بدر ختم ہے

مندرجہ ذیل خریداران اخبار بدر کا چندہ آئندہ ماہ کی کسی تاریخ کو ختم ہو رہا ہے بذریعہ اخبار بدر بطور یاددہانی آپ کی خدمت میں تحریر ہے کہ اپنے ذمہ کا چندہ اخبار بدر اپنی پہلی فرصت میں ادا فرما دیں تاکہ آئندہ آپ کے نام اخبار جاری رہ سکے۔ اور ایسا نہ ہو کہ آپ کی عدم ادائیگی کی وجہ سے آپ کا اخبار بند ہو جائے اور آپ کچھ وقت کیلئے مرکزی حالات اور اہم ضروری اعلانات اور علمی مضامین کی آگاہی و استفادہ سے محروم رہ جائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین۔ مینجر بدر قادیان

نمبر خریداری	اسماء خریداران	نمبر خریداری	اسماء خریداران
۱۰۱۶	مکرم میسرز احمدی اینڈ کو	۱۶۷۴	اعظم بیڑی فیکٹری
۱۰۴۰	″ سید برکات احمد صاحب	۱۶۷۸	مکرم مولوی کریم اللہ صاحب
۱۰۷۳	″ ایم سلیمان صاحب بی۔ اے	۱۷۱۱	″ قریشی محمد عمر صاحب
۱۰۹۷	″ سیٹھ محمد الیاس صاحب گلبرگہ	۱۷۱۹	″ ایم۔ اے۔ باقی صاحب
۱۰۹۸	″ سیٹھ محمد الیاس صاحب یادگیر	۱۷۲۰	″ مرزا شریف احمد صاحب
۱۱۰۱	مکرمہ محمودہ بیگم صاحبہ	۱۷۲۳	″ ایم۔ زیڈ۔ این۔ صاحب
۱۱۳۲	مکرم سید داؤد احمد صاحب	۱۷۲۷	″ عبدالمنان صاحب
۱۱۵۴	″ فضل الرحمٰن صاحب	۱۷۴۰	″ مسز قیصر احمد صاحبہ
۱۲۳۳	لائبریری دارالمطالعہ	۱۷۴۳	″ غلام حیدر خان صاحب
۱۲۴۸	مکرم سی۔ برکت اللہ صاحب	۱۷۸۶	″ حوالدار محمد بشیر صاحب
۱۲۸۰	″ سید فضل احمد صاحب	۱۸۱۸	″ لائبریری رحمانیہ
۱۶۹۶	″ ڈاکٹر ایم۔ اشرف صاحب	۱۸۶۱	″ محمد احمد صاحب لوکو انسپکٹر
۱۳۰۱	″ سید محمد سلیمان صاحب	۱۸۶۲	محترمہ سیدہ محتشمہ خاتون صاحبہ۔
۱۳۰۶	″ چوہدری محمد ابراہیم صاحب	۱۸۶۴	مکرم اے۔ ڈی۔ چکوڈی صاحب
۱۳۶۲	″ میر غلام محمد صاحب۔	۱۸۹۸	احمدیہ لائبریری یادگیر
۱۳۶۴	″ شریف احمد صاحب	۱۹۱۲	مکرم دی۔ عبدالرحیم صاحب بمبئی۔
۱۳۶۵	″ بشیر احمد صاحب بانڈے	۱۹۸۲	″ رفیق احمد صاحب
۱۳۶۸	″ طارق احمد صاحب	۱۹۸۰	″ این حامد صاحب
۱۳۸۹	″ احمدیہ لائبریری چنتہ کنٹہ	۲۰۱۸	″ زاکت علی خان صاحب۔
۱۴۰۱	″ ایس۔ کے بخش صاحب	۲۰۲۰	سنٹرل لائبریری
۱۴۱۴	″ میاں محمد بشیر صاحب ہگل۔	۲۰۲۱	مکرم پی۔ ایم۔ عزیز صاحب
۱۴۱۸	″ میاں عبدالمجید صاحب	۲۰۲۳	″ منیر الحسن صاحب
۱۴۲۱	″ شیخ بنی اسماعیل صاحب	۲۰۲۴	″ محمد حبیب اللہ صاحب
۱۴۵۲	″ ایم۔ نسیم صاحب	۲۰۲۶	لائبریرین کانیکا لائبریری
۱۴۸۲	″ قریشی محمد الیاس صاحب	۲۱۰۱	مکرم دلار محمد صاحب
۱۵۰۶	″ عبدالسلیم صاحب	۲۱۲۳	″ عارف محمد صاحب
۱۵۰۷	″ شیخ آدم صاحب	۲۱۲۵	″ محبوب احمد صاحب ٹیپنور
۱۵۳۳	″ سیٹھ محمد الیاس صاحب	لوکل ۳۲	ہیڈ معلمہ صاحبہ نصرت گرلز سکول
۱۵۳۴	″ سیٹھ محمد الیاس صاحب		
۱۵۵۰	″ ایچ۔ ایس۔ منڈاسگر صاحب		
۱۵۹۲	″ انجمن احمدیہ دیودرگ۔		
۱۵۹۳	احمدیہ لائبریری رائچور۔		
۱۶۱۳	اعظم بیڑی فیکٹری		
۱۶۳۸	مکرم سیٹھ محمد معین الدین صاحب		
۱۶۶۷	″ احمد حسین صاحب۔		

درخواستِ دعا

امسال کشمیر میں اچانک برفباری کے باعث اکثر فصلیں سخت متاثر ہوئیں اور ہمارے ہزاروں احمدی بھائی مشکلات میں گھر گئے ہیں۔ تلافی مافات اور معجزانہ بابرکت رزق کے سامان مہیا ہونیکے لئے خصوصی دعا کی درخواست ہے۔ (ناظر تعلیم قادیان)

جلسہ سالانہ سے پہلے

نظارت ہذا کی طرف سے متعدد بار اعلان شائع کروایا جا چکا ہے کہ تمام جماعت ہائے احمدیہ اور منفرد احباب اپنے قابل شادی بچوں اور بچیوں کے کوائف جلد ارسال فرمائیں۔ مگر ابھی تک معدودے چند جماعتوں کے سوا کسی جماعت اور دوست نے کوائف مہیا نہیں فرمائے۔ لہٰذا پھر اعلان کیا جاتا ہے کہ تمام جماعتوں اور احباب کی طرف سے جلسہ سالانہ سے پہلے کوائف موصول ہو جانے چاہئیں۔ تاکہ جلسہ سالانہ پر تشریف لانے والے دوست ان سے مستفید ہو سکیں۔ (ناظر امور عامہ قادیان)

دورہ مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ
جماعت ہائے احمدیہ میسور و مہاراشٹر

جماعتہائے احمدیہ میسور و مہاراشٹر کی مندرجہ ذیل جماعتوں کی اطلاع کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم مولوی فیض احمد صاحب مبلغ بطور انسپکٹر وقفِ جدید مورخہ ۱۱ نبوت ۱۳۵۱ ہش (۱۱ نومبر ۱۹۷۲ء) کو چندہ وقفِ جدید کی وصولی اور حصول وعدہ جات کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ آپ کا دورہ بنگلور سے شروع ہوگا۔ جملہ عہدیداران اور احباب جماعت سے درخواست ہے کہ وہ موصوف سے تعاون کر کے دورہ کو کامیاب بنائیں:- بنگلور۔ شموگہ۔ ساگر۔ سورب۔ ہبلی۔ نندگڑھ۔ گندھی گواڑ۔ اٹاگی۔ لونڈہ۔ بیلگام۔ باندہ۔ ساونت واڑی اور بمبئی۔

انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان

دورہ مکرم یو ابوبکر صاحب معلم وقفِ جدید جماعتہائے احمدیہ کیرالہ و تامل ناڈو

جماعت ہائے احمدیہ کیرالہ اور مدراس کی مندرجہ ذیل جماعتوں کی اطلاع کے لئے تحریر کیا جاتا ہے کہ مکرم یو۔ ابوبکر صاحب معلم وقفِ جدید بطور انسپکٹر وقفِ جدید مورخہ ۱۱ نبوت ۱۳۵۱ ہش (۱۱ نومبر ۱۹۷۲ء) کو چندہ وقفِ جدید کی وصولی اور حصول وعدہ جات کے لئے روانہ ہو رہے ہیں۔ آپ کا دورہ "بڑاگرا" سے شروع ہوگا۔ جملہ عہدیداران اور احباب جماعت موصوف سے کماحقہ تعاون فرما کر دورہ کو کامیاب بنائیں:- بڑاگرا۔ ٹیلی چری۔ مدراس۔ شنکرن کوٹل۔ کوٹار۔ ساتان کولم۔ میلاپالیم۔ کروناگاپلی۔ آدی ناڈ۔ آئرا پورم۔ ارناکولم۔ چیلاکرا۔ منارگھاٹ۔ الانور۔ کیرولائی۔ پتہ پیریم۔ کالیکٹ۔ کوڈیاتھور۔ پینگاڈی۔ کنانور۔ کوڈالی۔ کڈلائی۔ موگرال۔ منگلور۔ مرکرہ۔ (انچارج وقفِ جدید انجمن احمدیہ قادیان)

آزاد ٹریڈنگ کارپوریشن ۵۸/۱ فیرس لین کلکتہ ۱۲

کریم لیدر اور بہترین کوالٹی ہوائی چپل اور ہوائی شیٹ کے لئے ہم سے رابطہ قائم کریں۔

Azad TRADING CORPORATION,
58/1 PHEARS LANE CALCUTTA - 12.

ہر قسم کے پرزے

پٹرول یا ڈیزل سے چلنے والے ہر ماڈل کے ٹرکوں اور گاڑیوں کے ہر قسم کے پرزہ جات کے لئے آپ ہماری خدمات حاصل کریں۔

کوالٹی اعلیٰ ــــ نرخ واجبی

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگو لین کلکتہ ۱

Auto Traders 16 Mangoe Lane Calcutta - 1

23 — 1652 }
23 — 5222 } فون نمبرز { "AUTOCENTRE" تار کا پتہ